امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 64/74

مورخہ ۷؍رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۸؍مارچ ۲۰۲۴ء روز سوموار

شمارہ نمبر:12

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ قرآن کا مقصد نزول اور اس کی حفاظت
■ رمضان المبارک کے فیوض وبرکات
■ ملک کی موجودہ تصویر میں..........
■ اسلامی نظام تعلیم اور عصری ضرورت
■ دنیا کے دو بڑے فتنے
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

نیکیوں کا موسم بہار

مولانا رضوان احمد ندوی

آپ جس علاقہ، گاؤں یا شہر میں رہتے ہیں وہاں یقیناً بہت سے ایسے ماہر طبیب اور حکیم کا مطلب، کلنک بھی ہوگا، جس میں مریض کی ایک لمبی قطار ہوگی اور ڈاکٹروں کی تشخیص وعلاج سے مریضوں کو فائدہ بھی پہونچ رہا ہوگا۔ حکیم کے اس کامیاب جسمانی علاج کی وجہ سے آپ کو ان کی تشخیص پر پورا اعتماد و بھروسہ اور یقین ہے کہ اگر ہم ان کی تشخیص پر عمل کریں گے تو جلد شفایاب ہوجائیں گے۔ اور ایسا ہوتا بھی ہے جب ڈاکٹر کسی مرض کے لئے کوئی دوا تجویز کرتا ہے تو اس کے ساتھ کچھ پرہیز بھی بتاتا ہے، مثلاً نشہ آور گولیوں کے استعمال سے پرہیز کیا جائے، کھٹی تلخ اور مرغن غذائیں نہ کھائیں، دواؤں کے استعمال اور ممنوعات سے پرہیز کرنے کے بعد مریض کی صحت اچھی ہونے لگتی ہے، اور وہ تندرست وتوانا ہوجاتا ہے لیکن اگر ایک طبیب مریض کے لئے کوئی دوا تجویز کرتا ہے اور اس سے جس فائدے کے مرتب ہونے کی امید کرتا ہے وہ مرتب نہیں ہوتا ہے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ دواؤں کا استعمال صحیح نہیں کیا گیا یا تشخیص درست نہیں ہوئی، یہی حال ہمارے روزوں کا ہے کہ روزہ سے روحانی واخلاقی امراض سے شفا حاصل ہوتا ہے، اور وہ مادی زندگی میں توازن پیدا کرتا ہے، جس طرح مادی دوائیں مریض کی بے احتیاطی اور بد پرہیزی سے زود اثر نہیں ہوئیں۔ روزے کی حالت میں بدگوئی، غیبت، اور چغل خوری، اور لایعنی باتوں سے روزے کے حقیقی اثرات اور روحانیت ختم ہوجاتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کتنے روزے دار ہیں جن کو روزے سے سوائے بھوک کے کچھ حاصل نہیں اور کتنے تہجد گذار وشب و بیدار ہیں جن کی نماز تہجد سے بیداری کے سوا کچھ فائدہ نہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے جسم نے روزہ رکھا لیکن دل نے روزہ نہیں رکھا، ان کی زبان پیاسی تھی لیکن دل پیاسا نہ تھا بہت افسوس کا مقام ہے کہ آج بہت سے روزے دار روزہ کاٹنے کے لئے موبائل پر گیم کھیلتے ہیں، وی سی آر اور ٹی وی پر فلموں کے دیکھنے کا پروگرام بناتے ہیں، وقت گذاری کے لئے ہنسی اور دل لگی کے لئے دوستوں کی محفلیں جماتے ہیں، لوگوں کی عیب جوئی کرتے ہیں، یہ وہ اعمال ہیں جن سے روزے کی روحانیت اور قلب ونظر کی تطہیر متاثر ہوتی ہیں، اور روزہ جو تادیب نفس اور خواہشات نفس کی طغیانی کو کم کرنے کیلئے رکھنے کا حکم ہے اس سے اس کا مقصد فوت ہوجاتا ہے۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ روزہ جسم وروح کا قدرتی مصلح اور صحت بدنی وصحت اخلاقی دونوں کا ضامن ہے، ہم نے اپنی شامت وبدبختی سے اس کی یہ دونوں خوبیاں زائل وبرباد کردی ہیں، اول تو ایک بڑی آبادی سرے سے روزہ رکھتی ہی نہیں پھر جو روزہ دار ہوتے ہیں، وہ دن میں ہر قسم کی بدمزاجی اور چڑچڑاہٹ کو روزہ کے عذر پر اپنے لئے جائز سمجھتے ہیں اور افطار کے وقت سے لے کر سحری تک کھانے پینے کی ہر بے اعتدالی روا رکھتے ہیں، اس کا نام روزہ نہیں، روزہ دار کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ غیبت، حسد، غصہ طمع، ہر قسم کی اخلاقی گندگی سے اپنے تئیں پاک رکھے، غصہ اور اشتعال کے موقع پر بھی ضبط وتحمل سے کام لے، اور بدگوئی وسخت کلامی کے مقابلہ میں نرمی وفروتنی اختیار کرے، یہ روزہ روح کا ہوا، جسم کا روزہ یہ ہے کہ افطار کے بعد غذا میں افراط اور اسراف وسخت کلامی کے مقابلہ میں نرمی وفروتنی اختیار کرے، روزہ کی روح اور اس کی حکمتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے عالم اسلام کے ایک عظیم مفکر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ شریعت اسلامی نے روزہ کی ہیئت اور ظاہری شکل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی حقیقت اور اس کی روح کی طرف بھی پوری توجہ دی ہے۔ اس نے صرف کھانے پینے اور جنسی تعلقات ہی کو حرام نہیں کیا بلکہ ہر اس چیز کو حرام اور ممنوع قرار دیا ہے جو روزہ کے مقاصد کے منافی اور اس کی حکمتوں اور روحانی واخلاقی فوائد کے لئے مضر ہے، اس نے روزہ کو ادب وتقویٰ دل اور زبان کی عفت وطہارت کے حصار میں گھیر دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی روزہ سے ہوتو نہ بدکلامی اور فضول گوئی کرے نہ شور وشرابہ کرے، اگر کوئی اس کو گالی دے اور لڑنے جھگڑنے پر آمادہ ہوتو یہ کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں، یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے، وہ روزہ جو تقویٰ اور عفاف کی روح سے خالی اور محرم ہو وہ ایک ایسی صورت ہے جس کی حقیقت نہیں، ایسا جسم ہے جس کی روح نہیں۔ (ارکان اربعہ ص ۲۶۷) روزہ ایک خاموش اور مخفی عبادت ہے جو ریا اور نمائش سے بری ہے دوسری عبادت نماز، حج، اور زکوۃ ادا کرنے والے کے ذہن ودماغ میں یہ تصور ہو یا نہ ہو کم از کم دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ شخص نمازی ہے، یہ حاجی ہے، سخی ہے مگر روزے میں صرف روزے دار اور خالق کائنات کے درمیان رابطہ تعلق رہتا ہے، اس لئے حدیث میں فرمایا الصوم لی وانا اجزی بہ، روزہ صرف اللہ کے لئے ہے، اور اس کا بدلہ وہ خود دیں گے۔ نماز، حج، وغیرہ عبادتوں کا صلہ فرشتوں کے ذریعہ دلوائیں گے لیکن روزہ کا بدلہ خالق کائنات خود دیں گے، یا اس کا بدلہ خود اللہ ہوگا۔ کیوں کہ روزہ ایک آدمی کے اندر یہ اہلیت پیدا کرتا ہے کہ وہ ان دیکھے خدا کے حکم پر خدا کی حلال کی ہوئی غذاؤں سے ایک کو وقت متعین کے لئے اجتناب کرنا ہے، عبادت کی کوئی شکل ایسی نہیں ہے جس میں انسان کو صرف خدا کے حضور جواب دہ ہونے کا تصور اتنی شدت کے ساتھ دلایا جاتا ہو اس لئے قرآن پاک نے متعدد مقامات پر عالم آخرت میں جنت اور دائمی سکون کا مستحق متقیوں کو قرار دیا۔ اور روزہ انسان کے اندر یہی ملکہ پیدا کرتا ہے، روزہ قلب ونظر کو پاکیزگی اور اخلاص کی دولت عطا کرتا ہے، سال بھر کی لغزشیں اور گناہ مہینہ بھر کے روزوں سے دھل جاتے ہیں۔ روزہ کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ روزہ جس طرح روحانی گناہوں کے لئے کفارہ ہے اسی طرح ہمارے مادی جراثیم کے لئے دوا بھی ہے، طب کے تجربہ اور مشاہدے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اکثر حالتوں میں انسان کا بھوکا رہنا اس کی صحت کے لئے ضروری ہے۔ مختلف امراض جسمانی کا یہ قطعی علاج ہے بعض بیماریاں ایسی ہیں جن کا علاج ہی کھانے پینے کو ترک کردینے سے کیا جاتا ہے، اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا **صوموا تصحوا** روزہ رکھو کہ صحت مند رہو گے، جو مسلمان رمضان کے روزے رکھتے ہیں ان کو ذاتی طور پر تجربہ ہوگا کہ ایک ماہ کا روزہ کتنی بیماریوں کو دور کرتا ہے، روزہ کی ہی برکت ہے کہ اس سے روزہ دار کی مالی حالت بھی اچھی ہوجاتی ہے، صالح روح، صالح کردار، اچھی صحت اور اچھی زندگی پیدا ہوتی ہے اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ روزہ سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اس ماہ میں رب کریم اپنے بندوں کو ذاکر وشاغل تقدیس وتحمید اور غم خواری و مساوات کرتے دیکھنا چاہتا ہے بقول حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اگر کوئی محبوب یوں کہے کہ ہم کو تکتے رہو تو جو عاشق ہوگا وہ کبھی نہ کہے گا کہ کیا دو گے اس لئے علماء ومشائخ رمضان کی آمد سے اتنے خوش ہوتے ہیں کہ چھ مہینے سے ذکر کیا کرتے تھے کہ کب رمضان آئے گا، پھر رمضان آتا ہے تو وہ عبادت وتلاوت اور فیاضی وسخاوت کا دریا بہا دیتے تھے، اللہ رب العزت کے حضور روتے اور گڑگڑاتے اور مغفرت کے طلب گار ہوتے تھے، افسوس ہے کہ آج ہم میں بکثرت لوگوں کی نگاہ میں رمضان کی وقعت شاید اتنی رہ گئی جتنی سونے وچاندی کی، ایک سادہ لوح معصوم بچے کی نظر میں ہوتی ہے ہم دنیاوی زرق وبرق اور مادی وجھوٹی نمائش کے پیچھے اس قدر دوڑتے ہیں کہ رمضان کے انوار وبرکات سے محروم ہوتے جارہے ہیں، ایک مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی دنیاوی اغراض ونفس پرستی، دنیا طلبی سے بالاتر ہوکر خدا کو راضی کرنے اور اپنی آخرت کو بنانے کے لئے ثواب کی نیت سے رمضان کا اہتمام، تلاوت وعبادت سے ایک جوش وولولہ اور ایک نئی نشاط پیدا کرے اور یہ ہم کہ سکیں کہ روزے نے ہمیں سچا مسلمان اور اچھا انسان بنا دیا۔

اچھی باتیں

''''تمام بیماریوں میں سب سے خطرناک بیماری حسد ہے یہ وہ بیماری ہے جو آپ کی روح کو نقصان پہونچاتی ہے ☆ کسی کی اصلیت دیکھنی ہو تو اس سے اختلاف کر کے دیکھو 'اختلاف'' شخصیت کا اکسرے ہے ☆ کسی کے راز تلاش نہ کرو، مل جائے تو فاش نہ کرو ☆ درخت پر اوقات سے زیادہ پھل لگ جائیں تو اس کی ڈالیاں ٹوٹنا شروع ہوجاتی ہیں، انسان کو اوقات سے زیادہ مل جائے تو وہ رشتوں کو توڑنا شروع کردیتا ہے، انجام یہ ہوتا ہے کہ درخت اپنے پھل سے محروم ہوجاتا ہے۔'' (حاصل مطالعہ)

ملت کا اتحاد

''ہماری اصل طاقت ملت کا اتحاد ہے، اگر ہم نے اپنے آپ کو انتشار سے محفوظ نہیں رکھا اور مشترک مقاصد کے لئے مل جل کر کام کرنے کی کوشش نہیں کی تو ہمارے لئے اس ملک میں ایک باعزت قوم کی حیثیت سے باقی رہنا مشکل ہوجائے گا۔ اس لئے موجودہ عالمی اور خاص کر ملکی حالات کے پس منظر میں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ہر قیمت پر ملت کے اتحاد کو باقی رکھیں، اختلافی مسائل میں اعتدال کا راستہ اختیار کریں اور اپنی زبان وقلم کو امت کے درمیان تفریق وانتشار کا ذریعہ نہ بنائیں۔'' (امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی ؒ)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

مدارس صدقہ کا بہترین مصرف

’’اصل حق ان ضرورت مندوں کا ہے، جو اللہ کے راستہ میں گھرے ہوئے ہیں، وہ زمین میں چل پھر نہیں سکتے، دست سوال نہ پھیلانے کی وجہ سے ناواقف لوگ ان کو مالدار سمجھتے ہیں، تم ان کو ان کے چہرہ سے پہچان سکتے ہو تم جو بھی مال خرچ کروگے، اللہ اس سے واقف ہے‘‘ (سورۃ بقرہ: ۲۷۳)

مطلب: جب مکہ کے مہاجرین صحابہ مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہوئے تو انہوں نے اللہ کی بندگی اور حصول علم کے لئے اپنی زندگی وقف کردی، تجارت اور حصول مال کے اسباب و ذرائع ان سے منقطع ہوگئے، وہ اپنی ضرورت و حاجت کے باوجود فقر و فاقہ کی حالت میں خودداری کا اعلیٰ معیار قائم کیا کہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں تھے، دولت مندان محتاج صحابہ کی خودداری کی وجہ سے ان کے حال سے ناواقف تھے، امام رازیؒ نے لکھا کہ اصحاب صفہ صاحب احتیاج ہونے کے باوجود اس لئے سوال نہیں کرتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو تکلیفوں میں مبتلا کر کے سوال سے باز رہنے کی طاقت رکھتے تھے، کیونکہ جو شخص زبان سے خاموش رہتا ہے، لیکن اپنی حاجت سے فقر و فاقہ کا اظہار کرتا ہے تو اس کی یہی خاموشی حاجت و اصرار کا سوال ہے، حاجت کی ملامتوں کا ظہور حاجت پر دلالت کرتا ہے اور خاموشی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اس کے پاس حاجت کے پورا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں، اس لئے جب انسان کسی کی یہ حالت دیکھتا ہے تو ان کے دل میں رحم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اس کو دینے پر مجبور ہو جاتا ہے، اس لئے یہ حالت خود حاجت و اصرار کا سوال ہے، پس جب خدا یہ کہتا کہ اصحاب صفہ لوگوں سے حاجت و اصرار کے ساتھ سوال نہیں کرتے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ زبان سے تو سوال ہی نہیں کرتے، لیکن اس کے ساتھ اپنے پھٹے حال کا بھی اظہار نہیں ہونے دیتے جو حاجت کے ساتھ سوال کرنے کا قائم مقام ہے، بلکہ لوگوں کے سامنے نہایت اچھی حالت میں نمایاں ہوتے ہیں اور اپنے فقر و فاقہ سے خدا کے سوا کسی کو واقف نہیں ہونے دیتے (تفسیر ابن کثیر، ج:۲، بحوالہ سیرۃ النبی، ج:۶) یہیں سے معلوم ہوا کہ صدقات و خیرات کے بہترین مصرف وہ لوگ ہیں جو دین اور علم دین کی خدمت میں مشغول ہوں جیسے علماء، طلبہ اور دعوت دین کا کام کرنے والے دوسرے دعاۃ و مصلحین جو کھلے عام مانگنے والوں کے مقابلہ میں ایسے لوگوں کو دینا بہتر ہے جن میں خودداری ہو اور وہ سوال کرنے سے بچتے ہوں، مدارس و مکاتب میں صدقہ و خیرات کرنے سے دو فائدے حاصل ہوں گے، ایک مستحق زکوٰۃ غریب و نادار طلبہ ہونے کی حیثیت سے اور دوسرے اشاعت دین کو عام کرنے کا اجر و ثواب کی حیثیت سے، اس لئے مالداروں اور اصحاب ثروت کو چاہئے کہ مدارس کے نظام تعلیم کو مالی حیثیت سے مضبوط بنائیں، رمضان کے مبارک مہینہ میں جو سفراء مدارس آپ کی خدمت میں پہونچیں، ان کی مالی اعانت کریں، ان شاءاللہ آپ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔

صدقہ فطر کا مقصد

’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، ہر مسلمان پر چاہے وہ غلام ہو یا آزاد، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا لازم قرار دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ اسے نماز عید کے لئے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔ (بخاری شریف)

وضاحت: صدقہ فطر ہر ایسے مسلمان پر واجب ہے جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت اس کی ملکیت میں ہو تو عید کی نماز سے پہلے مستحق افراد کو دینا لازم ہے تاکہ مساکین و غرباء بھی عید کی خوشی میں شریک رہیں، اگر کسی مجبوری کی وجہ سے عید کے دن تک ادا نہ کرسکے تو بعد میں کسی دن بھی اس کی قضا کرنی لازم ہے، صدقہ فطر کی ادائیگی کے کئی فائدے ہیں: اول یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک وصاف کرنے کا ذریعہ ہے، روزہ کی حالت میں شعوری یا غیر شعوری طور پر زبان سے کوئی ناشائستہ باتیں نکل گئیں یا آنکھ نے کوئی غیر شرعی عمل کرلیا تو صدقہ کے ذریعہ روزے ان چیزوں سے پاک وصاف ہو جاتے ہیں، دوسرے یہ کہ عید کی خوشی و مسرت میں ہمارے غریب و نادار بھائی بھی شریک ہو جاتے ہیں اور صدقہ دینے والے کے درجات بلند ہو جاتے ہیں، صدقۂ فطر کے وجوب کا منشا یہ ہے کہ اس روز کوئی مسلمان بھوکا نہ رہے اور نماز عید سے پہلے ہر شخص کھا پی لے: اس لئے بلحاظ تکمیل مقصد بہتر صورت یہ ہے کہ رمضان کے اندر ہی یا کم از کم علی الصباح نماز عید سے بہت پہلے ہر شخص اور ہر گھر کا فطرہ ہر گاؤں و محلہ میں ایک جگہ جمع کیا جائے اور فقراء، مساکین و اہل حاجت میں تقسیم کیا جائے، پھر اہل حاجت کو کم از کم ایک فطرہ کی مقدار دی جائے اور دربدر گھومنے والے اور بھیک مانگنے والے فقراء بہت زیادہ ایسے ہوتے ہیں جو مالدار غنی ہوتے ہیں، وہ پانے کے مستحق نہیں ہوتے ہیں، ان کے دینے میں غیر مصرف میں خرچ ہونے کا اندیشہ ہے، لہٰذا ایسے پیشہ ور گداگروں سے جو صرف مال جمع کرنے کے لئے بھیک منگی کرتے ہیں، احتیاط برتی جائے اور اصل حقدار تک پہونچانے کی کوشش کی جائے، ایک حدیث میں فرمایا کہ جس کو رمضان کے اختتام کے وقت موت آئی وہ بھی جنت میں داخل ہوگا اور جس کی موت عرفہ کے دن یعنی ۹ رذی الحجہ کے ختم ہوتے وقت میں آئی وہ بھی جنت میں داخل ہوگا اور جس کی موت صدقہ دینے کی حالت میں آئی وہ بھی جنت میں داخل ہوگا، یہ کس قدر اجر و ثواب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس کار خیر کے اجر کو بڑھا دیتے ہیں اس لئے اس کے دینے میں ہرگز غفلت و کاہلی سے کام نہ لیجئے اور جس قدر جلد ممکن ہو اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کیجئے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے غافل لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص صدقہ فطر ادا نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے، اس لئے ہر صاحب حیثیت مسلمان پر لازم و ضروری ہے کہ صدقہ فطر ادا کریں تاکہ اس کو اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو، اللہ سب کو اس کی توفیق بخشے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

ہر وہ مسلمان جو عاقل و بالغ ہو، اس کے پاس حاجت اصلیہ سے فاضل مقدار نصاب مال موجود ہو جس پر سال گزر گیا ہو نیز اس کے ذمہ اتنا دین (قرض) نہ ہو جو سارے مال کو محیط ہو، یعنی ادائے قرض کے بعد اتنا مال باقی رہے جو نصاب تک پہونچ جائے اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

حاجت اصلیہ سے مراد:

روزمرہ کے ضروری اور استعمال کی چیزیں مثلا رہائشی مکانات، استعمالی کپڑے سواری کے جانور یا گاڑی، حفاظت کے ہتھیار، زیبائش کے سامان، قیمتی برتن، صنعتی آلات اور مشینیں کرایہ کی گاڑیاں وغیرہ فقہ کی اصطلاح میں حالات اصلیہ کہلاتی ہیں ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ان کو مستثنیٰ کر کے ہی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ البتہ ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی بھی چیز کی تجارت کی جائے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (الفتاویٰ الہندیہ کتاب الزکوٰۃ، کتاب الفتاویٰ ۳/۲۵۹)

استعمالی زیورات:

سونا اور چاندی جس صورت میں بھی ہو اگر وہ مقدار نصاب ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ لہٰذا روزمرہ کے استعمالی زیورات یا برتن اگر سونا، چاندی کے ہیں تو ان کی بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ البتہ یہ یاد رہے کہ سونا اور چاندی کے برتنوں کا استعمال نہ تو مرد کے لئے جائز ہے اور نہ عورتوں کے لئے۔ (الدر المختار کتاب الحظر والاباحۃ فتاویٰ عثمانی ۲/۴۲)

سونا چاندی اور روپے کی زکوٰۃ:

وجوب زکوٰۃ کے لئے سونے اور چاندی کا نصاب کیا ہے؟ روپے کتنی مقدار میں ہوں تو زکوٰۃ دینی ہوگی؟

الجـــــواب و باللّٰہ التوفـــــــیق

سونا کا نصاب ساڑھے سات تولہ یعنی ۸۷ گرام اور ۴۸۰ ملی گرام ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ یعنی ۶۱۲ رگرام اور ۳۶۰ رملی گرام ہے، اگر کسی کے پاس دونوں اپنے اپنے نصاب کے بقدر یا اس سے زائد ہوں تو دونوں کی زکوٰۃ نکالی جائے گی، اور اگر دونوں اپنے اپنے نصاب سے کم ہوں تو ایسی صورت میں سونا کی قیمت کے ذریعہ چاندی کا نصاب پورا کیا جائے گا اور پوری مالیت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔
اور اگر صرف سونا یا صرف چاندی ہو جس کا نصاب پورا نہ ہو لیکن اس کے ساتھ نقد رقم بھی ہو جس کو شامل کر کے نصاب پورا ہو جاتا ہو تو ایسی صورت میں روپے کے ذریعہ نصاب مکمل کرلیا جائے گا اور زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر نصاب پورا کرنے کے بقدر روپے نہ ہوں تو صرف سونا یا صرف چاندی جو اپنے نصاب سے کم ہو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی خواہ سونا کی قیمت چاندی کے نصاب سے بڑھ کیوں نہ جائے۔
اور اگر کسی کے پاس سونا چاندی کچھ بھی نہ ہو لیکن اتنی رقم موجود ہو جس کے ذریعہ ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکے اور اس رقم پر سال پورا ہو گیا ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

زیورات کی زکوٰۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟

ہمارے پاس کچھ زیورات ہیں جن کی زکوٰۃ ادا کرنی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ ہم ان زیورات کی کس قیمت کا اعتبار کریں؟ قیمت خرید کا یا قیمت فروخت کا کیونکہ دونوں کی قیمت میں فرق ہے۔

الجـــــواب و باللّٰہ التوفـــــــیق

سونا اور چاندی کے زیورات خواہ استعمالی ہوں یا غیر استعمالی سب میں زکوٰۃ ہے بشرطیکہ وہ مقدار نصاب ہوں، زیورات میں ادائیگی کے دن ان کی جو قیمت فروخت ہوگی اسی کا اعتبار ہوگا اور کل قیمت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

میں ایک تجارت پیشہ آدمی ہوں، زکوٰۃ ادا کرنا چاہتا ہوں لیکن کس طرح زکوٰۃ ادا کروں سمجھ میں نہیں آرہا ہے، کیونکہ ایک تو سامان تجارت ہے جو دوکان میں موجود ہے دوسرا بینک میں جمع کچھ رقم ہے، کچھ رقم گراہکوں کے ذمہ ہے جس کو وہ حسب سہولت ادا کرتے ہیں، اور کچھ رقم میرے ذمہ لون کی شکل میں ہے۔ ایسی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی شکل کیا ہوگی؟

الجـــــواب و باللّٰہ التوفـــــــیق

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تاریخ میں آپ زکوٰۃ ادا کر رہے ہیں اس تاریخ میں اپنی ملکیت میں موجود نقد رقم، بینک میں محفوظ رقم، سونا چاندی دوکان میں موجود تجارتی سامان سب کی مجموعی قیمت اس دن کے مارکیٹ کی قیمت کے اعتبار سے جوڑ لیں، اگر لوگوں کے ذمہ بقایا رقم ہو جس کی وصولی کی امید ہو اس کو بھی اس کے ساتھ شامل کرلیں، اس کے بعد اپنے ذمہ جو قرض ہے جس کو اسی سال ادا کرنا ہو تو اس کو منہا کرلیں اسی طرح اگر سرکاری یا غیر سرکاری چند سالوں میں قسط وار ادا کئے جانے والا قرض ہو تو اس سال کے قسط کو منہا کرلیں اس کے بعد جو رقم بچے اس میں ڈھائی فیصد یعنی ایک ہزار میں پچیس روپے کے لحاظ سے زکوٰۃ ادا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 64/74 شمارہ نمبر 12 مورخہ ۷/رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۸/مارچ ۲۰۲۴ء روز سوموار

امارت شرعیہ کا پیغام

ملت اسلامیہ کی بنیاد کلمہ واحدہ پر ہے، جب تک اس بنیاد سے اس کا تعلق استوار ہے زمانے کی گردشیں اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں، اس لئے ہر دور میں علماء اور صالحین کا ایک گروہ اسی بنیاد کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لئے کوشاں رہا، اب سے سو سال قبل جب ہندوستان کی سرزمین پر انگریزوں کے عروج کا آفتاب ٹمٹمانے لگا اور یقین ہو گیا کہ برطانوی دور حکومت کا خاتمہ ہونے والا ہے تو اس وقت ہمارے بزرگوں کو احساس ہوا کہ اگر انگریز اس ملک سے چلے گئے تو یہاں ایک ایسا مشترکہ ڈھانچہ وجود میں آئے گا جس میں غلبہ اکثریت کو ہی حاصل ہوگا، چنانچہ وہ کلمہ کی بنیاد پر ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اس ملک کے غیر اسلامی نظام کے تحت مسلمانوں کے لئے شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کا سامان فراہم کیا جا سکے، امارت شرعیہ انہیں بزرگان دین اور اکابر اسلاف کے خوابوں کی تعبیر ہے، یہ ادارہ جس کی پشت پر دین اور ملت کی شاندار خدمات کی سو سال کی تاریخ ہے اسی مقصد کے تحت وجود میں لایا گیا تھا کہ دین کی اس بنیاد کو مضبوط بنایا جا سکے، جس پر ملت اسلامیہ کی عمارت کھڑی ہے، امارت شرعیہ کو اسی بنیادی مقصد اور ضرورت کے پیش نظر دیکھا جائے تو اس کی اہمیت اور افادیت سو سال پہلے کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہو چکی ہے، ملک میں ایسے عناصر کا زور بڑھتا جا رہا ہے جو مسلمانوں اور اسلام کی جڑ کاٹنے میں لگے ہوئے ہیں، امارت شرعیہ اس جڑ کی حفاظت کرنے اور اسے مضبوط بنانے کے لئے بنیادی کام کو انجام دے رہی ہے، آج ہمارے سامنے بنیادی مسئلہ ملت کے وجود کی حفاظت اور بقا کا ہے، اس کام میں جو بھی معاون اور مددگار بن کر ہمارے سامنے آتا ہے ہم کو اس کا خیر مقدم کرنا چاہئے، آج حامیوں اور مخالفوں کو پرکھنے کی یہی کسوٹی ہونی چاہئے، کیونکہ اسلام مسلمانوں کو نظم و اتحاد کے ساتھ زندگی گذارنے کی تعلیم دیتا ہے، وہ انتشار اور خودسری کو قطعا برداشت نہیں کرتا، اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ انفرادی زندگی میں تو خدا کے احکام کی پیروی کرے مگر اجتماعی زندگی میں من مانی اور خودرائی کی راہ اختیار کرے ایسی زندگی کسی طرح بھی اسلامی زندگی نہیں کہی جا سکتی ،لہذا اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ تنظیم واتحاد اور طاقت وقوت کا اصل سرچشمہ اسلام کی بتائی ہوئی جماعتی زندگی میں پوشیدہ ہے، اور یہی امارت کا پیغام ہے۔

سخاوت وفیاضی کا مہینہ

رمضان کا مبارک مہینہ ہمدردی وغمگساری، حاجت روائی، خیرخواہی اور بھلائی کرنے کا مہینہ ہے، اس ماہ مبارک میں روزہ کی عملی تربیت اور اسکی برکت سے دلوں میں سخاوت وفیاضی کا جذبہ ابھرتا ہے اور غریبوں کی غربت اور مسکینوں کی پریشانیوں کا احساس بیدار ہوتا ہے، یہ احساس، یہ جذبہ، یہ شعور جس کو لوگ نرم دلی کا نام دیتے ہیں، رحمت وشفقت سے تعبیر کرتے ہیں، جس کی بنیاد پر آپ مصیبت زدہ لوگوں کے لئے سہارا بنتے ہیں، اسی کو جود وسخا کہتے ہیں، اسی لئے ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت وفیاضی ماہ رمضان میں بڑھ جاتی تھی اگر اللہ نے آپ کو بھی مال و دولت کی نعمت سے نوازا ہے اور اس ماہ میں زکوٰۃ نکالنے کا معمول بنا رکھا ہے تو ضرور حساب لگا کر نکالنا چاہئے اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کرنی چاہئے، کیونکہ جو لوگ اللہ پر بھروسہ کر کے دینے کے عادی ہو جاتے ہیں وہ زندگی بھر کچھ نہ کچھ دیتے ہی رہتے ہیں اور پھر اللہ کی طرف سے ان کی ضرورتیں اور حاجتیں پوری ہوتی رہتی ہیں اور انسان ہر طرح کے آفات وبلیات سے محفوظ رہتا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ زکوٰۃ وصدقات دینے سے جذبہ ایثار اور قوت برداشت کی صفت پیدا ہوتی ہے، قرآن مجید میں نماز کے بعد جس چیز کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے، وہ انفاق ہے، اور اس کو تقویٰ اور ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے، انفاق ایک ہمہ گیر لفظ ہے جس کے اندر فرض انفاق مثلاً زکوٰۃ وکفارات اور نفلی انفاق سب شامل ہے، یعنی انسان صرف مقدار واجب خرچ کرنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ جس قدر مال و دولت اس کی ضرورت سے زائد ہو وہ معاشرے کے کمزور طبقوں تک پہونچائے، کیونکہ مال و دولت درحقیقت اللہ کی ملکیت ہے، انسان اس پر صرف نگراں اور خلیفہ ہے، وہ قطعی طور پر اپنی ملکیت کے سلسلہ میں خود مختار نہیں، بلکہ وہ اللہ کے حکم کا پابند ہے، لہذا جس جگہ وہ خرچ کرنے کا حکم دے انسان کے لئے وہاں خرچ کرنا ضروری ہو جاتا ہے تاکہ اللہ کی اطاعت اور اس کے احکام کی بجا آوری اور اس کی مخلوقات کے ساتھ احسان مندی کی صفت پیدا ہو سکے، یہ بھی یاد رکھئے کہ جو کام اللہ کے لئے کیا جاتا ہے اس میں اللہ سے صلہ ملنے کی تمنا ہوتی ہے، مال خرچ کرنے میں یہ بھی شرط ہے کہ اخلاص اور حسن نیت کے ساتھ غریبوں اور محتاجوں کو دیا جائے، اگر مال دے کر احسان جتلایا یا تکلیف پہونچائی تو اس کا ثواب ختم ہو جائے گا، اگر آپ کے پاس اللہ کی دی ہوئی نعمت مال کی شکل میں موجود ہے تو دے کر نہ احسان جتلایئے اور نہ ہی بخل وکنجوسی سے کام لیجئے، مال کو جمع کرنے اور گن گن کر رکھنے والوں کو قیامت کے دن اس آگ میں ڈالا جائے گا جو اس کے اندر ڈالی جانے والی ہر چیز کو نیست ونابود کر دے گی، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ریا ونمود اور بخل وکنجوسی سے محفوظ رکھے اور اس بابرکت مہینہ میں رضا الٰہی کے جذبہ سے خرچ کرنے کی توفیق بخشے رمضان کے مبارک مہینہ میں ہمارے مدارس ومکاتب کے علماء دور دراز کی مسافت طے کر کے آپ کی خدمت میں پہونچتے ہیں، ہر اہل ثروت کی دینی واخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کی سربلندی اور اس کی دعوت وتبلیغ میں معاون بنیں اور دل کھول کر ان کی مالی مدد کریں، اسی طرح اپنے محتاج قرابت داروں اور مصیبت زدہ کا تعاون کریں اور اس بات کی کوشش کریں کہ افلاس وغربت کے باعث کسی کے گھر کا چولہا نہ بجھے، کوئی بھوکا و پیاسا نہ رہے، بلکہ ہر ضرورت مند، مصیبت زدہ لوگوں، غرباء ومساکین تک صدقہ وخیرات کی رقم پہونچانے کی جدوجہد کریں تاکہ اس کے ذریعہ حاجت مندوں کی حاجت پوری ہو اور یقین مانئے کہ آپ کے اس کار خیر کی وجہ سے اللہ آپ کی زندگی میں ترقی اور خوشحالی عطا فرمائیں گے اور کاروبار میں برکت دیں گے۔

انڈیا اتحاد کو ایک اور جھٹکا

لوک سبھا انتخابات کے لئے ملک کی اکثر اپوزیشن پارٹیوں کی صف بندی اور سیٹ شیرنگ کے قواعد جاری ہی تھے کہ دریں اثنا مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ محترمہ ممتا بنرجی نے مغربی بنگال کی تمام 42 سیٹوں کے لئے ٹی ایم سی امیدواروں کی فہرست جاری کر دی، جس سے انڈیا اتحاد کو ایک اور دھچکا لگا، ازیں قبل وزیر اعلیٰ بہار جناب نتیش کمار کی این ڈی اے میں شمولیت اور جینت سنگھ کے اتحاد سے علاحدگی کے سبب انڈیا اتحاد کو نقصان پہونچا اور اب ممتا جی نے بھی اپنے سیاسی تیور بدل ڈالے، حالاں کہ اپوزیشن پارٹیاں اس وقت بھی انتخابی حکمت عملی کی راہ پر گامزن ہیں، اور ناراض ممتا جی کو منانے میں لگی ہوئی ہیں، موجودہ حالات میں اگر اپوزیشن پاٹیوں نے دور اندیشی اور تدبر سے کام لیا اور اپنی عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا تو اب کی بار چار سو پار کا نعرہ لگانے والوں کی ہوا نکل سکتی ہے، لیکن اگر اپوزیشن پارٹیاں آپس میں ہی انتشار پیدا کرتی رہیں تو پھر بی جے پی اپنی انتخابی حکمت عملی میں کامیاب ہو جائے گی، پھر ملک کا بچا کھچا جمہوری نظام بھی ختم ہو جائے گا اور اپوزیشن پارٹیاں بھی بے دست وپا بن کر رہ جائیں گی، یہی وقت احتساب ہے کہ تمام اپوزیشن پاٹیاں اپنے اتحاد کے نقطہ نظر پر قائم رہیں اور سیٹوں کی تقسیم میں وسعت قلبی کا مظاہرہ کریں۔

الیکشن کمشنر کا استعفیٰ

2024 کے لوک سبھا انتخابات کا اعلان ہونے ہی والا ہے، اس لئے چیف الیکشن کمشنر ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں سے گفت وشنید بھی کر چکا ہے اور اس کے لئے خاکہ اور نقشہ کار بھی تیار کر لیا ہے، اسی اثنا میں اچانک الیکشن کمشنر ارون گوئل نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے کر سب کو حیرت زدہ کر دیا ہے، آخر وہ کون سی مجبوری تھی جس کے باعث انہوں نے یہ قدم اٹھایا، اب ہر شخص یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ کیا گوئل جی حکمراں جماعت کے کسی سیاسی دباؤ کے شکار تھے، جس سے وہ کبیدہ خاطر ہو کر استعفیٰ دے دیا، آخر ان کی وہ کونسی مجبوری تھی جو اندرون خانہ چل رہی تھی اور یہ برداشت نہ کر سکے، کیونکہ موجودہ وقت میں صرف چیف الیکشن کمشنر راجیو کمار ہی اپنے عہدہ پر برقرار ہیں، ان کے دوسرے رفیق کار الیکشن کمشنر انوپ پانڈے گذشتہ سال سبکدوش ہو گئے، اور اب گوئل جی نے بھی علاحدگی اختیار کر لی، اس طرح تین الیکشن کمشنروں میں اس وقت صرف ایک چیف الیکشن کمشنر موجود ہیں اور ظاہر ہے کہ انہیں مشورے کے لئے دو الیکشن کمشنر چاہئے، جس کا انتخاب ہونا ہے امروز فردا میں وہ نام سامنے آئیں گے، اب دیکھنا یہ ہوگا کہ یہ دو نئے چہرے کون سامنے آتے ہیں، جو تمام سیاسی پارٹیوں حتی کہ ووٹروں کے لئے بھی قابل اعتماد ہوں۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

پولیس کی بربریت

گذشتہ دنوں دہلی کے اندر لوک میٹرو اسٹیشن کے قریب واقع مسجد میں جمعہ کی نماز سڑک پر پڑھ رہے لوگوں پر ٹریفک پولیس کے ایک سب انسپکٹر نے زدوکوب کیا، دو تین نمازیوں پر وردی کے نشے میں گھونسے اور لات تک چلا دی، مگر نمازیوں نے صبر وتحمل سے کام لیا، اور اس جگہ سے کچھ ہٹ کر اپنی نماز ادا کی، اس معاملہ کے کئی پہلو ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر بڑے شہر کی مساجد میں جمعہ کی نماز میں بھیڑ ہوتی ہے، اس بھیڑ کو کنٹرول کرنے کے لیے پولیس بھی تعینات ہوتی ہے تاکہ ٹریفک کا نظام درہم برہم نہ ہو اب اگر دہلی کی اس مسجد میں اگر کوئی نمازی سڑک پر مصلی بچھا دیا تھا تو اس وقت پولیس کو روکنا چاہیے تھا، یہاں ایسا نہیں کیا گیا، اب اگر اس نے نماز شروع ہی کر دی تو دو چار منٹ کا انتظار کرنا چاہئے، نہ یہ کہ طوفان بدتمیزی پر اترنا چاہئے، مگر کیا کہئے گا کہ نفرت کے اس کھیل نے ملک کو دنیا کے 161 ویں پوزیشن پر پہونچا دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ جینوا میں انسانی حقوق کونسل کے 55 ویں اجلاس میں تورک نے کہا کہ میں بھارت کی سیکولر اور جمہوری روایات کا معترف ہوں لیکن میں شہری آزادیوں پر بڑھتی ہوئی قدغنوں سے فکرمند ہوں، کیا ہماری حکومت انسانی حقوق کے منشور سے کچھ سبق حاصل کرے گی، کیوں کہ ادھر دس سال کے عرصہ میں پولیس عملوں کے ذہن ودماغ میں اقلیتی طبقہ کے خلاف نفرت کا جوز ہر گھولا گیا، اس کا یہی نتیجہ ہے ورنہ اکثریتی طبقہ کے مختلف تہواروں میں دکھا گیا، بسا اوقات سڑکیں ایسی جام ہو جاتی ہیں کہ ٹریفک کا پورا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، مگر اس پر کوئی انگلی تک نہیں اٹھاتا، لہذا ملک کے موجودہ حالات میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان خود ہی احتیاط سے کام لیں، کیوں کہ بی جے پی کی حکومت والی بعض ریاستوں میں سڑکوں پر نماز پڑھنے کے خلاف قانون تک بن گیا تو پھر ہمیں مزید محتاط ہو جانا چاہیے، گرچہ دہلی میں آپ پارٹی کی حکومت ہے، لیکن وہاں کی پولیس انتظامیہ وزارت داخلہ کے ماتحت ہے اور ماضی میں وہاں کی پولیس کا جو کردار رہا ہے وہ جگ ظاہر ہے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

قلم: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوریؒ

دار العلوم دیو بند کے مؤقر استاذ، معاون مہتمم، جمعیت علماء ہند (مولانا محمود مدنی گروپ کے) صدر، جمعیت علماء ہند کی جانب سے متفقہ طور پر منتخب امیر الہند، کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم، جامعہ قاسمیہ گیا، جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ کے سابق استاذ، اسلاف کی نشانی، تواضع، خاکساری، انکساری میں ممتاز حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری نے ۲۱/مئی ۲۰۲۱ء مطابق ۸/شوال ۱۴۴۲ھ کو میدانتا اسپتال گڑگاؤں ہریانہ میں داعی اجل کو لبیک کہا، رمضان کے مغفرت والے دوسرے عشرہ میں حضرت قاری صاحب کو کوڈ کی شکایت ہوئی، آکسیجن لیبل گرتا چلا گیا، کمزوری بڑھتی رہی، گھر پر رکھ کر علاج کرانا ممکن نہیں ہوا تو ۱۸/مئی ۲۰۲۱ء کو میدانتا میں داخل کیا گیا، بہترین علاج، ڈاکٹروں کی غیر معمولی توجہ، تیمار داروں کی مثالی خدمت اور مخلصین ومعتقدین کی دعائیں، ملک الموت کو اپنے کام سے نہ روک سکیں اور روکا جا بھی تو نہیں سکتا، کیوں کہ فرمان الٰہی ہے، جب اللہ کا مقرر کردہ وقت آجاتا ہے تو وہ ٹلتا نہیں ہے، جنازہ کی نماز دو بار ہوئی، پہلی نماز جنازہ مرکزی دفتر جمعیت علماء ہند بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی میں اور دوسری دار العلوم دیو بند کے احاطہ مولسری میں ادا کی گئی، دوسری نماز جنازہ صدر المدرسین دار العلوم دیو بند اور حضرت قاری صاحب کے برادر نسبتی حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب مدظلہ صدر جمعیت علماء نے پڑھائی اور مزار قاسمی میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ، ایک بیٹی اور دو نامور صاحب زادے مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری اور قاری مفتی سید محمد عفان کو چھوڑا، مولانا سید محمد سلمان منصور پوری جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد میں مفتی، مدرس اور بہت ساری کتابوں کے مصنف ومؤلف ہیں، وہاں کے ترجمان ندائے شاہی کے مدیر اور بافیض عالم ہیں، قاری مفتی محمد سید عفان جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ میں صدر المدرسین اور استاذ حدیث ہیں۔

حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان بن نواب محمد عیسی (م ۱۹۶۳) کی ولادت ۱۲/اگست ۱۹۴۴ء کو ان کے آبائی گاؤں منصور پور ضلع مظفر نگر اتر پردیش میں ہوئی، وہ اپنے دو بھائی حافظ محمد موسی اور حافظ محمد داؤد کے بعد تیسرے نمبر پر تھے، آپ کا خاندانی تعلق سادات حسینیہ بارہہ کی ایک شاخ سے تھا، آپ کے والد نے اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ اور قرآن کریم کا حافظ بنانے کے لئے نقل مکانی کر کے دیو بند میں سکونت اختیار کی، اور برسوں کرایہ کے مکان میں گذار دیا، علماء دیو بند سے تعلق کی وجہ سے ان کا انتقال دیو بند میں ہی ہوا، اور مزار قاسمی میں وہ بھی مدفون ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان کے تینوں بچوں کو حافظ بنا دیا اور حضرت قاری صاحب کو اللہ نے جو لحن داؤدی عطا فرمائی تھی اس کی وجہ سے وہ حضرت مولانا کے بجائے قاری صاحب سے مشہور تھے، اور کہنا چاہیے کہ بڑے علماء میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کے بعد حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب ہی دیو بند میں اس لفظ سے جانے جاتے تھے، قرآن کریم سے حضرت قاری صاحب کو والہانہ تعلق تھا اور جس لحن میں وہ اس کی تلاوت کرتے تھے، اس نے اس لفظ کو قاری صاحب کے نام کا سابقہ بنا دیا اور پوری زندگی ''قاری'' کے سابقہ کے ساتھ ہی وہ جانے پہچانے گئے۔

قاری صاحب کی ابتدائی تعلیم مدرسہ حسینہ منصور پور میں ہوئی، حفظ قرآن کریم کی تکمیل بھی آپ نے اسی مدرسہ سے کی، عربی اول سے لے کر دورۂ حدیث تک کی تعلیم دار العلوم دیو بند میں پائی ۱۹۶۵ء مطابق ۱۳۸۵ء میں یہیں سے سند فراغت پائی، فراغت کے بعد پھر تجوید کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۹۶۶ء میں یہیں سے قراءت سبعہ عشرہ کی تکمیل کی اور اس فن میں کمال پیدا کیا۔

تدریسی زندگی کا آغاز حضرت مولانا قاری فخر الدینؒ خلیفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی (۱۹۷۵-۱۸۸۹) کے قائم کردہ مدرسہ قاسمیہ گیا سے کیا، ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۲ء تک پانچ سال یہاں مقیم رہے، یہاں سے مستعفی ہو کر جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ کو اپنی تدریس کا میدان عمل بنایا، آپ ہی کے دور میں اس ادارہ میں النادی الادبی قائم ہوئی، یہاں آپ کے ذمہ سنن ابوداؤد، جلالین اور مختصر المعانی وغیرہ کا درس تھا۔

۱۹۸۲ء میں انقلاب دار العلوم کے بعد پورے ہندوستان سے نامور اساتذہ چن چن کر دار العلوم دیو بند لائے گئے، حضرت قاری صاحب ان میں سے ایک تھے، ہدایہ، مشکوٰۃ، مؤطا امام مالک وغیرہ کا درس آپ سے متعلق تھا، معاون مہتمم اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم کی ذمہ داری اس پر مستزاد تھی، مشہور تھا کہ حضرت قاری صاحب کو تقریر کا جو بھی موضوع دے دیجئے بات تحفظ ختم نبوت کے ذکر کے بغیر نامکمل رہتی تھی، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم نبوت ہونے سے جو ان کو والہانہ عشق تھا، یہ اس کا مظہر ہوا کرتا تھا، آپ کا درس رطب ویابس سے پاک سہل اور آسان زبان میں ہوتا تھا، درسی تقریر ہو یا جلسہ کی، آپ ٹھہر ٹھہر کر بولتے تھے، جس کی وجہ سے آپ کی تقریر کا نقل کرنا آسان ہو جاتا تھا، عربی زبان وادب میں وہ حضرت مولانا وحید الزماں کیرانویؒ کے شاگرد تھے، اور عربی میں زبان وبیان پر قدرت تھی، النادی الادبی کے سالانہ اجلاس میں عربی میں آپ کی تقریر سے طلبہ بہت مستفید اور مستفیض ہوا کرتے تھے۔

آپ کی انتظامی صلاحیت کے بھی اکابر دار العلوم قائل تھے، اسی وجہ سے آپ کو ۱۹۸۶ء میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کا ناظم، ۱۴۱۵ھ میں ناظم اعلیٰ دار الاقامہ، ۱۹۹۷ء میں دار العلوم کے نائب مہتمم، ۲۰۲۰ء مطابق صفر ۱۴۴۲ھ میں معاون مہتمم بنایا گیا، آپ نے ان تمام ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیا، تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے آپ کی خدمت انتہائی وقیع ہیں، انہوں نے رجال کار کی فراہمی اور اس موضوع پر کتابوں کی تالیف اور محاضرات کا اہتمام کیا، کئی جگہوں پر قادیانیوں کو منہ کی کھانی پڑی اور کئی جگہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے، اس موضوع پر حضرت قاری صاحب کے محاضرے بڑی علمی، منطقی اور مخالفین کے حق میں دندان شکن ہیں۔

جمعیت علماء کے پلیٹ فارم سے بھی آپ نے جو خدمات پیش کیں وہ لائق تحسین ہیں، ۱۹۷۹ء میں قاری صاحب نے جمعیت کی تحریک ''ملک وملت بچاؤ'' کے ایک جتھے کی قیادت کی، گرفتار ہوئے اور کئی دن تک تہاڑ جیل میں رہنا پڑا۔

۵/اپریل ۲۰۰۸ء کو جمعیت کے ایک گروپ کے آپ صدر منتخب ہوئے، ۲۰۱۰ء میں جمعیت کے دونوں گروپ نے آپ کو امیر الہند منتخب کیا اور مانا، اپنی تیرہ سالہ صدارت میں جمعیت یوتھ کلب اور جمعیت اوپن اسکول کے قیام پر آپ نے اپنی توجہ مرکوز کی اور اسے مختلف ریاستوں میں پھیلانے کا کام کیا۔

حضرت قاری صاحب کا اصلاحی تعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ (۱۹۸۲-۱۸۹۸) تھا، حضرت کے حکم پر فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ (۲۰۰۶-۱۹۲۸) سے منسلک ہو گئے، اور انہیں سے خلافت پائی، شادی حضرت مدنیؒ کی صاحب زادی سے تھی، اس لیے مدنی خاندان سے مصاہرت کا تعلق تھا، جس کا حضرت بہت پاس ولحاظ رکھا کرتے تھے۔

میری ملاقات تو ۱۹۸۲ء سے ہی تھی، لیکن مجھے ان سے شاگردی کا شرف حاصل نہیں ہوسکا، البتہ دو طویل ملاقاتیں یادداشت کا حصہ ہیں، ایک ملاقات بھاگلپور سے دہلی تک سفر کے دوران رہی اور حسب توفیق خدمت کا موقع ملا، اس سفر میں حضرت کے ارشادات سے مستفیض ہوتا رہا، آدمی کی پہچان سفر میں زیادہ ہوتی ہے، میں نے اس سفر میں حضرت کو سنجیدہ، بردبار، اصول پسند، نرم دم گفتگو پایا، دوسری طویل ملاقات دہلی سے قطر تک کے سفر میں رہی، موقع تھا لجنۃ اتحاد علماء المسلمین سے متعلق سے کانفرنس کا، ڈاکٹر یوسف قرضاوی کی تحریک اور ڈاکٹر محی الدین قرۃ داغی کی دعوت پر ہندوستان سے بڑے اور جید علماء کے ساتھ یہ حقیر بھی مدعو تھا، حضرت قاری صاحب حضرت مولانا ارشد مدنی، مولانا سید سلمان حسینی ندوی، مولانا بدر الحسن قاسمی کویت بھی شریک تھے، اس موقع سے حضرت قاری صاحب کا خطاب بڑا وقیع ہوا تھا، اتفاق سے میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اور میں دوسرے روز پروگرام کے اختتام سے قبل ہی واپس ہو گیا، یہ لجنہ کا بنیادی تشکیلی اجلاس تھا، جس میں ہندوستان کے لیے بھی کمیٹی بنی تھی اور اب اس کے کئی اجلاس ہو چکے ہیں، دوسرے علماء کے ساتھ حیدرآباد سے مولانا عمر عابدین اور بیگوسرائے سے مفتی خالد حسین قاسمی نیموی اس کے رکن ہیں۔

اس دور قحط الرجال میں حضرت قاری مولانا سید محمد عثمان صاحب کا وصال دار العلوم دیو بند ہی نہیں پورے ہندوستان کی علمی، ملی، دینی، تعلیمی دنیا کا عظیم خسارہ ہے، اللہ رب العزت غیب سے اس کی تلافی کی شکل پیدا فرما دیں، حضرت کے درجات بلند کریں اور پس ماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

کتابوں کی دنیا

قلم: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

نماز کی باتیں

نائب امیر شریعت ثانی حضرت مولانا عبد الصمد رحمانی، نامور عالم دین، مشہور فقیہ اور ممتاز مؤرخ تھے، بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کے ساتھ اور ان کے بعد امارت شرعیہ کو استحکام بخشنے، کاموں کو پھیلانے میں اپنی آخری توانائی صرف کر ڈالی، اللہ رب العزت نے انہیں لکھنے کا بہترین سلیقہ عطا فرمایا تھا، ان کی چھوٹی بڑی ترپن (۵۳) کتابوں سے تو میرے جیسا کم علم واقف ہے، ان میں سے ایک کتاب نماز کی باتیں ہیں، اس کا پہلا ایڈیشن حضرت کی حیات میں ہی ۱۹۵۴ء میں دینی بک ڈپو نے شائع کیا تھا، کتاب کم یاب نہیں، نایاب تھی، اس کا ایک انتہائی بوسیدہ نسخہ دستیاب ہوا، جس کو سامنے رکھ کر یہ نیا ایڈیشن تیار ہوا، مولانا محمد اسعد رحمانی بازید پور باڑھ نے اس کی طباعت کے لیے فکر کی، پروف ریڈنگ کا کام مولانا شرف علی قاسمی ناظم ادارہ تعلیم القرآن نے لیا، مولانا ضیاء الرحمٰن نے اس کی طباعت کا نظم کیا اور اس طرح اس کتاب کا نیا ایڈیشن قارئین کے سامنے آسکا۔

ایک سو چھیاسی صفحات کی اس کتاب کا پیش لفظ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے لکھا ہے، حضرت نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے ''انہوں نے اردو زبان میں ایک ایسی چیز نماز کے متعلق جمع کر دی ہے جس کی موجودہ دور میں سخت ضرورت تھی''۔ (صفحہ ۲۰)

خود مولانا عبد الصمد رحمانیؒ نے اس کتاب کے دیباچہ میں خصوصیات کے بارے میں لکھا ہے کہ ''اس رسالہ کا مقصد فقہی تفصیلات پیش کرنا نہیں ہے، بلکہ تبلیغی نقطۂ نظر سے نماز کے بارے میں اسلامی مزاج پیدا کرنا ہے اور ان کے بجھے ہوئے جذبات کے راکھ کی دبی ہوئی چنگاری کو سلگانا اور روشن کرنا ہے، ان کو بتانا ہے کہ قرآن نماز کے بارے میں کیا کہتا ہے، حدیث نماز کے بارے میں کیا بتاتی ہے، پھر اس کے بارے میں معصوم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۃ کیا ہے''۔ (صفحہ ۲۲)

اپنی اس کتاب کی اشاعت سے حضرت کو جو توقعات تھیں اس کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''امید ہے کہ کتاب وسنت کا فرمان، ان کے دل میں گداز، رقت، خشیت اور صلاحیت پیدا کرے گی اور معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک اسوہ اور صحابہ کرام اور اہل اللہ کا والہانہ عمل ان کے اعضاء وجوارح کو عمل کے لیے برانگیختہ اور مستعد کرے گا، اور حسب ضرورت فقہی مسائل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعامل ان کو غلط راہ پر لگنے سے روکے گا''۔ (صفحہ ۲۲)

شروع میں مولانا اسعد رحمانی نے پیش لفظ طبع جدید اور مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب نے عرض ناشر کے طور پر اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

اس کتاب میں مولانا نے شرح وبسط سے جن مرکزی عناوین پر روشنی ڈالی ہے ان میں نماز کے فضائل اور ترغیب وترہیب قرآن کریم، حدیث شریف، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کے اقوال سے پیش کیا ہے، پھر نماز سے کاہلی سستی اور لاپرواہی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ذکر کیے ہیں، نماز کی فرضیت سے متعلق ضروری معلومات اذان کی احادیث، نماز کی فضیلت اور اس کے ترک پر وعید کا بھی ذکر کیا ہے اور آخر میں نماز پنج گانہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعامل وارشاد پر روشنی ڈالی، پھر ان مرکزی عنوان کے تحت ذیلی عناوین بھی کثیر ہیں، بعض جگہوں پر اہم نکتہ بھی بیان کیا ہے۔

اس کتاب کا حصول حاجی ضیاء الرحمٰن آئی ۲۱۲، احاطہ پہاڑ پور روڈ گارڈن ریچ کولکاتہ ۲۴ اور مولانا اسعد رحمانی کاشانہ رحمانی بازید پور باڑھ، پٹنہ بہار سے کیا جاسکتا ہے، قیمت درج نہیں ہے اس لیے زیادہ امکان ہے کہ مفت مل جائے، کتاب کی طباعت عمدہ ہے، ٹائٹل دیدہ زیب ہے، پروف پر اچھی محنت کی گئی ہے، تحریر جلی نہیں ہے، لیکن چشمہ لگا کر پڑھنے والوں کو بھی دشواری نہیں ہونی چاہیے، ادارہ تعلیم القرآن ہم سب کی طرف سے شکریہ کا مستحق ہے کہ اس نے زر کثیر صرف کر کے اس اہم کتاب کو قارئین تک پہونچانے کا کام کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایات اھل دل

قلم: مولانا رضوان احمد ندوی

جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ قرآن مجید کی تعلیمات کا جیتا جاگتا نمونہ ہے، اسی طرح آپ کے تربیت یافتہ اور خوان نبوی کے خوشہ چیں صحابہ کرام بھی قرآنی ہدایات وتعلیمات پر عمل میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی تگ ودو میں لگے رہتے تھے، حالانکہ اسلامی زندگی کے آغاز میں اکثر صحابہ نہایت ہی تنگ دست تھے، لیکن اللہ نے ان میں سے متعدد افراد کو اسلامی فتوحات اور اسلام کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس قدر مال ودولت سے نوازا کہ انہوں نے اپنی دولت سے اسلام کو مزید قوت فراہم کی اور اشاعت دین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جنہوں نے اسلام کی اشاعت میں اپنے مال واسباب کو خرچ کیا یہاں ان میں سے چند صحابہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

روزہ دار کے لئے چراغ بجھادینا: ایک صحابی روزہ پر روزہ رکھتے تھے، افطار کے لئے کوئی چیز کھانے کی میسر نہ آتی تھی، ایک انصاری صحابی حضرت ثابتؓ نے تاڑلیا، بیوی سے کہا کہ میں رات کو ایک مہمان کو لاؤں گا، جب کھانا شروع کریں تو تم چراغ کو درست کرنے کے حیلہ سے بجھادینا اور جب تک مہمان کا پیٹ نہ بھر جائے خود نہ کھانا: چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، ساتھ میں سب شریک رہے جیسے کھا رہے ہوں، صبح کو حضرت ثابتؓ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کا تمہارا اپنے مہمان کے ساتھ کا برتاؤ حق تعالیٰ شانہ کو بہت ہی پسند آیا۔ (ابوداؤد)

ایک صحابی کا زکوٰۃ میں اونٹ دینا: حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کا مال وصول کرنے کے لئے بھیجا، میں ایک صاحب کے پاس گیا اور ان سے ان کے مال کی تفصیل معلوم کی، تو ان پر ایک اونٹ کا بچہ ایک سالہ واجب تھا، میں نے ان سے اس کا مطالبہ کیا، وہ فرمانے لگے کہ ایک سال کا بچہ نہ دودھ کے کام آئے گا، نہ سواری کے کام، انہوں نے ایک نفیس عمدہ جوان اونٹنی سامنے کی کہ یہ لے جاؤ، میں نے کہا کہ میں تو اس کو نہیں لے سکتا کہ مجھے عمدہ مال لینے کا حکم نہیں، البتہ اگر تم یہی دینا چاہتے ہو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہیں اور آج کا پڑاؤ فلاں جگہ تمہارے قریب ہی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر پیش کردو، اگر منظور فرمالیا تو مجھے انکار نہیں، ورنہ میں معذور ہوں، وہ اس اونٹنی کو لے کر میرے ساتھ ہولئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے پاس آپ کے قاصد زکوۃ کا مال لینے آئے تھے اور خدا کی قسم مجھے آج تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی کہ رسول اللہ یا ان کے قاصد نے میرے مال میں کبھی تصرف فرمایا ہو، اس لئے میں نے اپنا سارا مال سامنے کردیا، انہوں نے فرمایا کہ اس میں ایک سالہ اونٹ کا بچہ زکوۃ کا واجب ہے، حضور! ایک سال کے بچہ سے نہ تو دودھ کا ہی نفع ہے اور نہ سواری کا، اس لئے میں نے ایک عمدہ جوان اونٹنی پیش کی تھی، جس کو انہوں نے قبول نہیں فرمایا، اس لئے میں خود لے کر حاضر ہوا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر واجب تو وہی ہے، جو انہوں نے بتلائی، مگر تم اپنی طرف سے اس سے زیادہ اور عمدہ مال دو تو قبول ہے، اللہ تمہیں اس کا اجر مرحمت فرمائیں، انہوں نے عرض کیا کہ یہ حاضر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور برکت کی دعا فرمائی۔

فائدہ: یہ زکوۃ کے مال کا منظر ہے، آج بھی اسلام کے بہت سے دعوے دار ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھی بھرتے ہیں، لیکن زکوۃ کے ادا کرنے میں زیادتی کا تو کیا ذکر ہے، پوری مقدار بھی ادا کرنا شاق گذرتا ہے، جو اونچے طبقے والے زیادہ مال والے کہلاتے ہیں، ان کے یہاں تو اکثر وبیشتر اس کا ذکر ہی نہیں، لیکن جو متوسط حیثیت کے لوگ ہیں اور اپنے کو دین دار بھی سمجھتے ہیں، وہ بھی اس کی کوشش کرتے ہیں کہ جو خرچ اپنے عزیز رشتہ داروں میں، یا کسی دوسری جگہ مجبوری سے پیش آجائے، اس میں زکوۃ ہی کی نیت کرلیں۔

صحابہ کرامؓ کا ایثار: حضرت ابوجہم بن حذیفہؓ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ وہ لڑائی میں شریک تھے اور ایک مشکیزہ پانی کا میں نے اپنے ساتھ لے لیا کہ ممکن ہے وہ پیاسے ہوں، تو پانی پلاؤں، اتفاق سے وہ ایک جگہ اس حالت میں پڑے ہوئے ملے کہ دم توڑ رہے تھے اور جاں کنی شروع تھی، میں نے پوچھا: پانی کا گھونٹ دوں؟ انہوں نے اشارے سے ہاں کی، اتنے میں دوسرے صاحب نے جو قریب ہی پڑے تھے اور وہ بھی مرنے کے قریب تھے، آہ کی، میرے چچازاد بھائی نے آواز سنی، تو مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا، میں ان کے پاس پانی لے کر گیا، وہ ہشام بن ابی العاصؓ تھے، ان کے پاس پہونچا ہی تھا کہ ان کے قریب ایک تیسرے صاحب اسی حال میں پڑے دم توڑ رہے تھے، تو ان کا دم نکل چکا تھا، ہشامؓ کے پاس واپس آیا، تو وہ بھی جاں بحق ہو چکے تھے، ان کے پاس سے اپنے بھائی کے پاس لوٹا، تو اتنے میں وہ بھی ختم ہو چکے تھے، "اِنا لِلّٰہِ و اِنا اِلیہ راجعون" (درایہ)

فائدہ: اس نوع کے متعدد واقعات کتب حدیث میں ذکر کئے گئے، کیا انتہا ہے اس ایثار کی کہ اپنا بھائی آخری دم توڑ رہا ہو اور پیاسا ہو، ایسی حالت میں کسی دوسرے کی طرف توجہ کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے، چہ جائیکہ اس کو پیاسا چھوڑ کر دوسرے کو پانی پلانے چلا جائے اور ان مرنے والوں کی روحوں کو اللہ جل شانہ اپنے لطف وفضل سے نوازیں کہ مرنے کے وقت بھی جب ہوش وحواس سب ہی جواب دے دیتے ہیں، یہ لوگ ہمدردی میں جان دیتے ہیں۔

حضرت ابوطلحہؓ کا باغ وقف کرنا: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ انصاریؓ مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑے باغ والے تھے، ان کا ایک باغ تھا جس کا نام بیرحاء تھا، وہ ان کو بہت ہی زیادہ محبوب تھا، مسجد نبوی کے قریب تھا، پانی بھی اس میں نہایت شیریں اور افراط سے تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے، جب قرآن شریف کی آیت "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" (سورۂ آل عمران: ۹۲) ترجمہ: "تم نیکی کے (کامل) درجہ کو نہیں پہونچ سکتے جب تک ایسی چیزوں سے خرچ نہ کروگے جو تم کو پسند ہیں"۔ نازل ہوئی، تو ابوطلحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اپنا باغ بیرحاء سب سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محبوب مال اللہ کے راستہ میں خرچ کرو، اس لئے وہ اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں، آپ جیسا مناسب سمجھیں، اس کے موافق اس کو خرچ فرمادیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ بہت ہی عمدہ مال ہے، میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے اہل قرابت میں تقسیم کردو، ابوطلحہؓ نے اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم فرمادیا۔ (درمنثور)

فائدہ: ہم بھی اپنا کوئی محبوب ترین مال جائداد کوئی ایک آدھ وعظ سن کر قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھ کر یا سن کر اس طرح بے دھڑک خیرات کردیتے ہیں، اگر وقف وغیرہ کرنے کا خیال بھی آتا ہے تو زندگی سے مایوس ہو جانے کے بعد یا وارثوں سے خفا ہو کر ان کو محروم کرنے کی نیت سے اور برس کے برس اس سوچ میں لگا دیتے ہیں کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ میری زندگی میں تو میرے ہی کام آئے، بعد میں جو ہو وہ ہوتا رہے، ہاں نام ونمود کی کوئی چیز ہو، بیاہ شادی کی تقریب ہو تو سودی قرض سے بھی انکار نہیں۔

حضرات شیخین کا صدقہ میں مقابلہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، اتفاقاً اس زمانہ میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا، میں نے کہا: آج میرے پاس اتفاق سے مال موجود ہے، اگر میں ابوبکر سے کبھی بھی بڑھ سکتا ہوں، تو آج بڑھ جاؤں گا، یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا اور جو کچھ بھی گھر میں رکھا تھا، اس میں سے آدھا لے آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا کہ چھوڑ آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا: آدھا چھوڑ آیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جو کچھ رکھا تھا سب لے آئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ انہوں نے فرمایا: ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ آیا، یعنی اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی برکت اور ان کی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ آیا، حضرت عمرؓ کہتے ہیں، میں نے کہا حضرت ابوبکر سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔

فائدہ: خوبیوں اور نیکیوں میں اس کی کوشش کرنا کہ دوسرے سے بڑھ جاؤں یہ مستحسن اور مندوب ہے، قرآن پاک میں بھی اس کی ترغیب آئی ہے، یہ قصہ غزوۂ تبوک کا ہے، اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ کی خاص طور سے ترغیب فرمائی تھی اور صحابۂ کرامؓ نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق، بلکہ ہمت ووسعت سے زیادہ اعانتیں فرمائیں۔

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کی سخاوت: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ان آٹھ خوش نصیب صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں جنہیں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا، ان دس جلیل القدر صحابہؓ میں سے ایک ہیں جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی، ان چھ ذیشان صحابہؓ میں سے ایک ہیں جنہیں فاروق اعظمؓ کے بعد خلیفہ منتخب کرنے کے لئے مقرر کیا گیا، ان جید علماء صحابہؓ میں سے ایک ہیں، جسے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں فتویٰ جاری کرنے کی اجازت تھی، زمانۂ جاہلیت میں ان کا نام عبد عمرو تھا، جب اسلام قبول کیا تو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمان رکھا، جو بعد میں عبدالرحمان بن عوف کے نام سے مشہور ہوئے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کے بارے میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے خیر وبرکت پوری زندگی ان پر سایہ فگن رہی، یہاں تک کہ آپ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ مالدار اور صاحب ثروت ہوگئے، آپ کی تجارت مسلسل نفع بخش ہوتی چلی گئی، آپ کے تجارتی قافلے مدینہ منورہ آتے تو باشندگان مدینہ کے لئے گندم، گھی، کپڑے، برتن، خوشبو اور دیگر ضروریات کی چیزیں اپنے ہمراہ لاتے اور جو اشیاء بچ جاتیں، انہیں کسی دوسری منڈی میں منتقل کردیتے۔

ایک دن حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کا سات سو اونٹوں پر مشتمل تجارتی قافلہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا، سب اونٹنیاں ساز وسامان سے لدی ہوئی تھیں، جب یہ قافلہ وہاں پہنچا تو زمین تھرتھرانے لگی، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا، آج یہ تھرتھراہٹ کیسی ہے، آپ کو بتایا گیا کہ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کا سات سو اونٹنیوں پر مشتمل تجارتی قافلہ آرہا ہے، یہ سن کر حضرت عائشہؓ بہت خوش ہوئیں اور بارگاہِ الٰہی میں دعا کی، الٰہی! جو کچھ تو نے انہیں دنیا میں دیا ہے، اس میں برکت عطا فرما اور آخرت میں اس سے بڑھ کر اجر وثواب سے نواز، پھر کہنے لگیں کہ میں نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ جنت میں خوشی سے اچھلتے ہوئے داخل ہوگا" اس سے پہلے کہ تجارتی قافلہ پڑاؤ کرتا ایک شخص نے حضرت عائشہؓ کے حوالے سے حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کو جنت کی بشارت دی، جب آپ نے یہ بشارت سنی تو خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، دوڑتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس پہنچے اور عرض کیا: اماں جان! کیا آپ نے میرے لئے جنت کی بشارت کے کلمات رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے خود سنے ہیں، فرمایا: ہاں، یہ سن کر کچھ نہ پوچھئے کہ ان کی خوشی کا کیا عالم تھا، فرمانے لگے: اماں جان! گواہ رہنا، میں اس خوشی میں سات سو اونٹنیوں پر مشتمل اپنا تجارتی قافلہ مع تمام ساز وسامان کے اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔

جس دن سے حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کو جنت کی بشارت ملی، اس دن سے اور زیادہ حوصلے کے ساتھ اللہ کی راہ میں دونوں ہاتھوں سے بے دریغ دائیں بائیں، خفیہ واعلانیہ خرچ کرنے لگے، یہاں تک کہ چالیس ہزار دینار اللہ کی راہ میں صرف کردیئے، ایک دفعہ مجاہدین اسلام کے لئے پانچ سو تربیت یافتہ جنگی گھوڑے اور ایک دوسرے موقعے پر ایک ہزار پانچ سو عربی النسل اصیل گھوڑے مجاہدین کے لئے خریدے، وفات سے چندروز پہلے تمام غلام آزاد کردیئے اور یہ وصیت لکھوائی کہ اہل بدر میں سے دے دیئے جائیں، جن بدری صحابۂ کرامؓ نے وصیت کے مطابق رقم وصول کی ان کی تعداد تقریباً ایک سو تھی، وصیت میں یہ بھی لکھوایا کہ امہات المومنین میں سے ہر ایک کو میری جائیداد میں سے وافر مقدار میں حصہ دیا جائے، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اکثر ان کے حق میں یہ دعا کرتیں: "الٰہی! عبدالرحمان بن عوفؓ کو جنت کے ٹھنڈے میٹھے چشمے سلسبیل سے پانی پلانا"۔ وصیت کے مطابق مال تقسیم کرنے کے بعد بھی ورثاء کے لئے بہت سا مال باقی بچ گیا، انہوں نے ورثے میں ایک ہزار اونٹ، چار سو گھوڑے اور تین ہزار بکریاں اور چھوڑیں، ان میں سے ہر ایک کے حصے میں اسی اسی ہزار دینار آئے، ورثاء میں سونا اور چاندی تقسیم کرنے کے لئے سونے اور چاندی کیڈلیوں کو کلہاڑیوں سے کاٹنا پڑا، جس سے کاٹنے والوں کے ہاتھ زخمی ہوگئے، یہ سب کچھ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا اثر تھا جو آپ نے ان کے مال ومتاع میں خیر وبرکت کے لئے کی تھی۔

وافر مقدار میں مال ودولت سے حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نہ کسی دنیاوی فتنے میں مبتلا ہوئے اور نہ ان کی ظاہری حالت میں کوئی تبدیلی پیدا ہوئی، جب لوگ انہیں اپنے خدام اور غلاموں کے درمیان دیکھتے تو حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ اور غلاموں کے درمیان کوئی فرق محسوس نہ کرتے، ایک روز آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا، آپ کا روزہ تھا، افطار کا وقت قریب تھا، آپ نے پر تکلف کھانے کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: حضرت اہب بن عمیرؓ شہید ہوئے اور مجھ سے کہیں بہتر تھے، ہمارے پاس کفن کے لئے صرف اتنا کپڑا تھا کہ اگر ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہوجاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہوجاتا، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیاوی مال ومتاع کی فراوانی کردی، مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں دنیا ہی میں ہمیں نپٹا نہ دیا گیا ہو، اس کے بعد آپ نے زار وقطار رونا شروع کردیا، حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ پر ہزار رشک قربان، آپ کو صادق ومصدوق سید المرسلین، شفیع المذنبین، رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں جنت کی بشارت دی، آپ کے جسد خاکی کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے لحد میں اتارا، آپ کی نماز جنازہ ذوالنورین سیدنا عثمان غنیؓ نے پڑھائی، جنازے کے پیچھے چلتے ہوئے امیر المومنین حضرت علیؓ نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا: "اے عبدالرحمان! تو نے کھرے سکے حاصل کئے اور کھوٹے سکے مسترد کردیئے" اور جنت کے خالص وپاکیزہ ماحول کو پالیا اللہ آپ پر رحم فرمائے، آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔ (صور من حیاۃ الصحابۃ)

Scanned with CamScanner

قرآن کا مقصدِ نزول اور اس کی حفاظت

ڈاکٹر محمد مظہر حسین

قرآن کریم کے نزول کا آغاز لفظ ''اقراءٗ'' سے ہوا یعنی تنزیل قرآن کا مقصد قرأت ہے اور اللہ نے انسان کو ہر اس بات کی تعلیم دی جو اُسے نہیں معلوم تھی۔ قرآن کریم پوری کائنات کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے جو انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا۔ قرآن عالم انسانیت کی رہبری کے لئے آیا ہے اور انسانیت کا کمال جو ہر علم و دانش ہی ہے۔ اسی لئے ایک عالم کی فضیلت ایک عابد سے زیادہ ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ ''تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے او دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔'' ایک جاہل اور علم سے بے بہرہ شخص کو قرآن کریم بینائی سے محروم انسان قرار دیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''ایسا علم جو نافع نہیں یہ ایسی جہالت ہے جو نقصان دہ نہیں''۔ ترمذی اور ابوداؤد کی ایک حدیث ہے جس میں حضو اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص سے علم کی بات پوچھی جائے جس کو وہ جانتا ہے اور وہ اس کو نہ بتائے تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام لگائی جائے گی'' دینی مدارس اسلامی تشخص قائم کرنے کا واحد ذریعہ ہیں۔ دینی علوم کی حفاظت اور اشاعت کا فریضہ یہی ادارے انجام دے رہے ہیں۔ مسلم سماج کے ذریعہ ہی مسلم سماج میں اسلامی فکر و شعور دینی بیداری اور اصلاح و تقوئی اسلامی تہذیب و ثقافت سے وابستگی اور اصلاح باطن کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ مدارس کے ذریعہ ہی نئی نسل کی تعلیم و تربیت اور اخلاق و کردار کی درستگی کا عظیم الشان فریضہ انجام دیا جاتا ہے۔ امارت شرعیہ کے یوم تاسیس کے ایک موقع پر سابق امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام الدین (مرحوم) نے مدارس میں کردار سازی اور افراد سازی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا تھا: ''مدارس کا مقصد دین کی دعوت، علوم نبوت کی اشاعت، عامۃ المسلمین کی اصلاح، دین کی تعلیم اور کتاب و سنت کی روشنی میں تربیت اخلاق اور تزکیۂ نفس ہے اور ان مدارس سے جو جماعت پیدا ہوتی ہے جس کا مقصد دعوت الی اللہ، دعوت الی الخیر، امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہو جو ایک طرف خود کتاب و سنت پر عمل پیرا ہو اور دوسری طرف عام مسلمانوں اور ان کی آئندہ آنے والی نسلوں کو دین پر ثابت قدم رکھنے کی جدو جہد کرتا رہے''۔

قرآن کا مقصد نزول اور اس کا حق: قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے علاوہ اس کا ایک حق اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسے دوسروں تک پہنچایا جائے جسے اصطلاح میں تبلیغ کہتے ہیں۔ قرآن خود اپنے مقصد نزول کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے: ''یہ ہدایت کا سرچشمہ ہے''۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نزول کا اولین مقصد یہ قرار دیا ہے: ''اور وحی کیا گیا میری طرف یہ قرآن تا کہ میں تمہیں اور جنہیں بھی یہ پہنچ جائے انہیں اس کے ذریعہ خبردار کردوں''۔ نبی کریمؐ نے ایک دوسری جگہ فرمایا: ''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھتے ہیں اور سکھاتے ہیں''۔ دعوت و تبلیغ امت محمدیہ کے ہر فرد کا اہم فریضہ ہے اور علمائے کرام کی رہنمائی میں اس بابرکت کام کو انجام دیا جانا لازمی اور ضروری قرار دیا گیا ہے۔ دعوت و تبلیغ کا خاص مقصد اسلامی تعلیمات کو عام کرنا، معاشرے سے بُرائی کو دور کرنا اور بھلائی کو پھیلانا، شرک و بدعات کا خاتمہ کرنا، غیر مسلموں کو اسلام کے پرچم تلے لانا، اسلامی معاشرہ قائم کرنا اور پاکیزہ علم و ہنر حاصل کرنے کی ترغیب دلانا ہے۔ تاریخ طبری میں ہے کہ آپؐ کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی شخص ملتا تو اس کو قرآن کا کوئی حصہ پڑھ کر سناتے۔ تبلیغ اسلام کے لئے قرآن سنانا اس زمانے میں ایک عام طریقہ بن گیا تھا۔ آپؐ شب و روز دعوت پہنچانے میں مشغول رہتے تھے۔ مخاطب کی رعایت کرتے ہوئے اس کے سامنے اپنی بات رکھتے تھے۔

قرآن کی حفاظت و کتابت: قرآن سے پہلے جتنی کتابیں نازل ہوئیں ان کی حفاظت کی ذمہ داری خود قوم کے ہاتھوں تھی جس کی وجہ سے وہ کتابیں تحریف و تغیر کی شکار ہو گئیں۔ مگر قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے جیسا کہ سورۂ الحجر کی آیت ۹ میں ارشاد ہے۔ ابتدائے تبلیغ اسلام کے چوتھے دن سے قرآن کی کتابت شروع ہو گئی تھی۔ نبی کریمؐ کے دور میں جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی تو آپؐ کاتبین وحی کو حکم فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورہ کی فلاں آیت سے پہلے یا بعد میں لکھ دو۔ صحابہ کرام تعمیل حکم میں یہ کام انجام دیتے۔ اس طرح تمام قرآن آپؐ کے دور ہی میں محفوظ ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود حفاظت کا اصل دارو مدار حفظ پر ہی تھا۔ بے شمار صحابہ کرام قرآن کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھتے تھے۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں حضرت خالد بن ولید اور مسیلمہ کذاب کے درمیان ماہ ذی الحجہ ۱۱ھ میں جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید کی فوج میں قریب ایک ہزار شہید ہو گئے تھے جن میں زیادہ تعداد حفاظ کی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ کہیں آئندہ غزوات میں بھی حفاظ اسی طرح شہید نہ ہو جائیں اور اس کے سبب قرآن کا بہت سارا حصہ ضائع ہو جائے۔ اس لئے یہ فیصلہ لیا گیا کہ قرآن کی تلاش و جستجو کر کے اس کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ چنانچہ قرآن کی تدوین کا کام مکمل کر لیا گیا اور اسے محفوظ کر لیا گیا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں اس کی کئی نقلیں تیار کی گئیں اور تمام مسلم ممالک میں بھیج دی گئیں۔ صحابہ کے زمانہ میں قرآن مجید میں سورتوں کے نام، پاروں کے نشانات کچھ نہ تھے، بلکہ حرفوں پر نقطے بھی نہیں تھے اور نہ اعراب تھے۔ اس کے باوجود وہ قرآن کو صحیح طریقے سے پڑھتے تھے اور ان کے معانی و مطالب کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ غیر عرب والوں میں جب قرآن پہنچا تو ان کو پڑھنے میں دشواری ہونے لگی تب ان میں حرکتیں لگوائی گئیں۔ اس وقت تک تفسیر کے نام سے باقاعدہ کوئی کتاب مرتب نہیں کی گئی تھی۔ عہد صحابہ میں تفسیر کی کوئی جداگانہ منظم صورت نہ تھی۔ دوسری صدی ہجری کے خاتمہ کے دوران تفسیر کی کتابیں مدون کی گئیں اور علم تفسیر ایک علاحدہ فن کی شکل میں سامنے آیا۔ تیسری صدی ہجری کے آخر اور چوتھی صدی ہجری میں مکمل قرآن کی تفسیریں لکھی جانے لگیں۔ لیکن یہ تمام تفاسیر عربی زبان میں ہی تھیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عربی زبان میں ہندوستان میں لکھی گئی تفسیروں اور علوم قرآن سے متعلق کتابوں کی تعداد 156 بتائی گئی ہے۔ اس کے باوجود غیر عرب والوں کیلئے قرآن فہمی کا مسئلہ قائم رہا۔ جب مقامی زبانوں میں تفسیر نگاری کی ابتداء ہوئی تو ہندوستان میں اردو میں قرآنی ترجمہ و تفسیر کو بہت تیزی سے فروغ حاصل ہوا۔ اردو زبان میں علوم قرآنی سے متعلق کتب کی تعداد غالباً ایک ہزار سے زائد بتائی گئی ہے۔ بارہویں صدی ہجری کے اواخر میں شمالی ہند میں پہلی بار باقاعدہ تفسیر نگاری کی بنیاد پڑی۔ قرآن کریم کے اردو تراجم و تفاسیر کے بعد ہی ہم نے صحیح معنوں میں قرآن کو سمجھنا شروع کیا۔ ایک تحقیق کے مطابق ۱۸ رویں، ۱۹ رویں، اور ۲۰ رویں صدی عیسوی میں لکھی گئی اردو تراجم و تفاسیر کی تعداد 105 بتائی گئی ہے۔

مدارس اسلامیہ میں دینی علوم کے کئی شعبے ہوتے ہیں، ان میں ایک شعبہ حفظ کا ہوتا ہے جو بچے حفظ کے شعبہ میں داخلہ لیتے ہیں وہ حفظ کے دوران دوسرے علوم سے ان کا واسطہ نہیں رہتا۔ اور پھر حفظ کا کورس مکمل ہو جانے کے بعد ان کی دستار بندی کردی جاتی ہے اور انہیں رخصت کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان کا دو ہی کام رہ جاتا ہے۔ ایک مرحومین کی مغفرت کے سلسلے میں مختلف مجالس میں قرآن خوانی کرنا اور دوسرا رمضان المبارک میں تراویح پڑھانا۔ جو حفاظ عصری علوم کی طرف رجوع کر کے اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ اچھے عہدوں پر فائز ہوتے ہیں۔ عرب ممالک میں جو حفاظ تیار ہوتے ہیں وہ قرآن کے معانی و مطالب کو اچھی طرح سمجھتے ہیں چونکہ ان کی مادری زبان عربی ہوتی ہے۔ غیر عرب والوں کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔ یہاں کے بیشتر حفاظ قرآن کے معانی و مطالب سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہاں جنہوں نے حفظ کے ساتھ یا حفظ کے بعد دیگر دینی علوم سے فراغت حاصل کی ہے وہ قرآن کے معانی و مطالب کو سمجھتے ہیں۔ لہٰذا حافظ کے ساتھ عالم ہونا ایک بڑی بات ہے۔

قرآن کا پڑھنا، پڑھانا اور سننا ایک ثواب کا کام ہے۔ حفاظ کرام کا مرتبہ و مقام جو اللہ نے طے کیا ہے وہ بھی اپنی جگہ ہے لیکن قرآن کا جو مطالبہ ہے وہ قرآن خوانی سے نہیں، بلکہ قرآن فہمی سے ہی پورا ہو سکتا ہے۔

بچے ویڈیو گیم کے شکنجہ میں

عارف عزیز (بھوپال)

وقت کے ساتھ ساتھ نہ صرف کمپیوٹر گیموں میں جدت آتی گئی بلکہ یہ بتدریج سستے ہوتے گئے اور اب یہ حال ہے کہ غریب گھرانوں کے لوگ بھی ان گیموں کے خریدار ہیں اور ملک کے چھوٹے چھوٹے علاقوں، کچی بستیوں، چھوٹے چھوٹے قصبوں اور دیہات میں بھی بچوں کے لئے کمپیوٹر گیم کی سہولت موجود ہے، جہاں چھوٹی چھوٹی دکانوں، ہوٹلوں، کیبنوں، حتی کہ ٹھیلوں پر بھی یہ گیم فروخت کے لئے لگا دیے گئے ہیں۔ آج کل بازار میں، 10 ہزار سے زائد مختلف انواع و موضوعات پر بنی کمپیوٹر گیم موجود ہیں۔ ان میں بہت سے گیم بچوں اور بڑوں کو صاف ستھرے یا تفریح اور مختلف موضوعات پر بھر پور معلومات فراہم کر رہے ہیں۔ بازار میں ایسے گیم بھی دستیاب ہیں جن کو کھیلنے سے ذہنی ورزش ہوتی ہے یا قوت فیصلہ کو تقویت ملتی ہے۔ اس کے علاوہ ایسے گیم بھی موجود ہیں جن سے طالب علموں بالخصوص آئی ٹی کے شعبے سے وابستہ لوگوں کو معلومات فراہم ہوتی ہیں یا یہ گیم ان کے شعبے میں ان کے لئے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن مارکیٹ میں دستیاب سارے گیم مثبت خصوصیات کے حامل نہیں۔ مارکیٹ میں ان گنت کمپیوٹر گیم موجود ہیں جن میں کھلے عام قانون کی خلاف ورزیاں دکھائی جاتی ہیں۔ ان کے مناظر تشدد سے بھرپور ہوتے ہیں اور ان میں جنسی جرائم کی عکاسی بڑے پرکشش انداز میں کی جاتی ہے۔ عام طور پر ان گیموں میں جو زبان استعمال کی جاتی ہے وہ بڑی لغو اور گھٹیا ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے یہ ایک ایسا تباہ کن سلسلہ شروع ہو چکا ہے جو ہماری نئی نسل کو اخلاقی طور پر تباہ کر رہا ہے۔

اس سے زیادہ متاثر ہونے والے بچے دس سے پندرہ برس کی عمر کے ہیں۔ امریکہ میں کی گئی ایک ریسرچ کے مطابق 80 فیصد نوجوان ایسے گیموں کے کھیلنے کو ترجیح دیتے ہیں جو تشدد سے بھرپور ہوتے ہیں، نیز یہ مختلف قسم کے جرائم پر مبنی ہوتے ہیں۔ ایک امریکی ماہر نفسیات نے اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم کمپیوٹر گیم کو محض کھیل سمجھتے ہیں لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ یہ ہمارے معاشرے کو غلط سمت لے کر جا رہے ہیں اور ہم اپنے بچوں کو کمپیوٹر گیم کے ذریعہ وہ سب کچھ سکھا رہے ہیں جسے کوئی شخص شاید حقیقی زندگی میں 60 سال تک ہتھیار کا میگزین لوڈ کرنا نہ سیکھ پائے لیکن کمپیوٹر کی مدد سے وہ نہ صرف جدید ہتھیاروں کے استعمال میں مہارت حاصل کر لیتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ انسانوں اور دوسری جاندار اشیاء کو گولیوں سے چھلنی کرنا بھی سیکھ لیتا ہے۔ 1976ء میں جب ارتھ ریس امی فائٹنگ گیم مارکیٹ میں آیا تو امریکی عوام نے اس کے خلاف احتجاج بھی کیا۔۔ جو تشدد اور جرائم پر مبنی تھا لیکن آج کل فائٹنگ گیموں میں بدترین تشدد اور جرائم دیکھے کو ملتے ہیں۔ ان گیموں کی تعداد ہزاروں میں ہے اور ان کی سی ڈیز سے دکانیں بھری پڑی ہیں۔ کوئی ان کے خلاف احتجاج کرنے کو تیار نہیں۔

Scanned with CamScanner

رمضان المبارک کے فیوض وبرکات

ڈاکٹر مرضیہ عارف (بھوپال)

ماہ رمضان المبارک اپنی تمام تر رحمتوں، برکتوں اور رونقوں کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہے۔ مسجدوں کی زیبائش بڑھ گئی ہے، گھروں میں افطار وسحر کی گرم بازاری دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے بلکہ پورے مسلم معاشرہ میں تقویٰ وپرہیزگاری کی نورانی چادر تنی نظر آتی ہے۔ خالق کائنات نے انسانوں کو یہ خوش خبری سنادی ہے: جواس ماہ میں ایمان ویقین اور اجر وثواب کی نیت سے روزے رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف فرمادے گا۔ اسی طرح عام دنوں کے نیک اعمال پر ملنے والا 10 گنا اجر اس ماہ میں بڑھا کر 70 گنا کردیا گیا ہے۔ جہاں تک روزہ کا سوال ہے تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ خود مرحمت فرمائے گا، اس لئے ماہ رمضان میں صرف روزہ رکھنا ہی کافی نہیں، اُس کی حفاظت بھی ضروری ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب ہر مسلمان کی رات، روزہ رکھنے کے اہتمام میں اور دن، روزے کی حفاظت میں صرف ہو۔

یہی وہ مہینہ ہے، جس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آسمان سے صحیفہ نازل ہوا، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراہ اتری اور ہمارے نبی آخرالزماں محمد عربی پر قرآن پاک کا نزول ہوا۔ اس ماہ کی قرآن سے گہری نسبت ہے۔ خود رسول اکرم نے ارشاد فرمایا "ہر چیز کی ایک بہار ہے اور قرآن پاک کی بہار ماہ مبارک رمضان ہے۔" قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ روزہ کی مقصدیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون. "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، شاید کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔" (البقرہ 183)۔ اس آیت شریفہ میں 'لعلکم تتقون' "(تم پر روزہ اسلئے فرض کیا گیا کہ تاکہ پرہیزگار بن جاؤ) بڑا بلیغ جملہ ہے۔ تقویٰ کیا ہے؟ اس کی نہایت اعلیٰ تشریح صحابی رسول اللہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ نے اُن سے سوال کیا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ سیدنا حضرت ابی بن کعبؓ نے کہا: "کیا آپ کبھی ایسے راستے سے گزرے ہیں جس کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں؟" حضرت عمر فاروقؓ نے جواب دیا "ہاں"۔ پھر سیدنا کعبؓ نے پوچھا: "آپ اس راستے کو کس طرح طے کرتے ہیں؟" حضرت عمر فاروقؓ نے جواب دیا کہ میں اپنے کپڑوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹ لیتا ہوں، کہیں وہ جھاڑیوں میں الجھ نہ جائیں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "بس یہی تقویٰ ہے۔"

غور کیا جائے تو یہ مثال پوری دنیاوی زندگی پر صادق آتی ہے۔ دنیا کی یہ گزرگاہ بھی دو رویہ خواہشوں اور تحریصوں کی خاردار جھاڑیوں سے بھری پڑی ہے۔ اس میں احتیاط نہ برتی جائے تو دامن حیات قدم قدم پر تار تار ہوسکتا ہے۔ قرآن حکیم کی تعریف کے مطابق متقی وہ ہے جو زندگی گزارنے میں احتیاط سے قدم بڑھائے اور اپنے دامن کو گناہوں کے کانٹوں سے بچاتا ہوا منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ روزہ صرف صبح سے شام تک کھانے، پینے اور نفسانی خواہشات سے پرہیز کا نام نہیں، بلکہ پوری "اسپرٹ" یا "جذبہ" کے ساتھ زندگی گزارنے کی عادت ڈالنا، اس کا مقصد ہے، اسی لئے روزہ کے دوران گناہوں سے بچنا، فحش گوئی سے پرہیز اور لڑائی جھگڑے سے گریز ضروری ہے۔ نمازوں کا اہتمام اور تلاوت میں وقت گزارنا بھی روزہ کے مشاغل میں شامل ہیں۔ روزہ دار کو روزہ رکھ کر غریبوں کی بھوک وپیاس کا احساس ہونا چاہئے تاکہ اس میں صلہ رحمی کا جذبہ پیدا ہو۔ یہ پورا مہینہ عالم انسانیت کیلئے ہمدردی وغم گساری کا مہینہ ہے۔ لاکھوں انسان جو فقر وفاقہ کی زندگی گزارتے ہیں، ان کی مفلسی اور محتاجی کا احساس ہمیں یہی مہینہ دلاتا ہے جس میں کھاتے پیتے مسلمان اپنے صدقات وزکوٰۃ کے ذریعہ غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ روزہ ایک خاموش عبادت ہے، جس میں دکھاوے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ یہ صرف اللہ کیلئے رکھا جاتا ہے اور انسان میں یہ اہلیت پیدا کرتا ہے کہ وہ اَن دیکھے رب کے حکم پر حلال کئے گئے اس کے روزق سے ایک مقررہ وقت تک بچے۔ عبادت کی کوئی دوسری شکل ایسی نہیں، جس میں انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح جواب دہ ہونے کا تصور پیدا ہوتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہؒ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں: "اگر اس مہینہ میں کسی آدمی کو اعمال صالحہ کی توفیق مل جائے تو پورے سال یہ توفیق اس کے شامل حال رہے گی اور اگر یہ مہینہ بے دلی، بے فکری اور انتشار کے عالم میں گزرے تو پورا سال اسی حال میں گزرنے کا اندیشہ ہے۔" اہل اسلام کے روزوں کی بھی ایک الگ شان ہے۔ دیگر مذاہب میں روزوں کا اہتمام ہوتا ہے لیکن رمضان میں مسلمانوں کے روزوں کو جو مرتبہ حاصل ہے، وہ دوسرے مذاہب میں نظر نہیں آتا۔ اس پورے ماہ میں مسرت وشادمانی کی ایک فضا طاری ہوجاتی ہے۔ بڑے تو بڑے بچے بھی ضد کرتے ہیں کہ وہ روزہ رکھیں گے۔ عبادت میں مشغولیت، سحر وافطار کی سرگرمیاں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہر غلط کام سے پرہیز اس ماہ کو بابرکت بنادیتے ہیں اور اعمال نیک کی خوشبو ہر طرف پھیلی نظر آتی ہے۔

خواتین سے میری گزارش ہے کہ وہ رمضان میں افطار وسحری کی تیاری کیلئے خود کو وقف کرکے بیشتر وقت کچن میں نہ گزاریں، بلکہ اس ماہ کے فیوض وبرکات سے استفادہ کیلئے بھی وقت فارغ کریں۔ مرد حضرات کو بھی کوشش کرنا چاہئے کہ یہ ماہ مبارک پورے آداب کی رعایت کے ساتھ گزارے اور ان تمام اعمال کا اہتمام ہو، جو اس مہینہ میں مقصود ومطلوب ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس پُر بہار موسم سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اجر وثواب سے اپنی جھولیاں بھر لیتے ہیں۔

حرام کمائی سے بچئے

غلام محمد شاہ

آج کل جب کہ مغربی تہذیب کی چمک دمک سے لوگوں کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں اور دوسری دنیا یعنی آخرت سے غافل ہوتے جارہے ہیں، ہم صرف مادی وسائل کی فراوانی اور عیش وعشرت کو ہی زندگی کا مقصد سمجھ بیٹھے ہیں اور حلال وحرام کی تمیز ہی اُٹھ گئی ہے۔ زبان سے ہم ایمان کے لمبے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن دل سے جزا وسزا کا یقین نہیں رکھتے۔ اسی لئے بے حیائی، غیر شرعی اور غیر اخلاقی کاموں میں محو ہیں۔ کھانے پینے کی فکر میں دن رات محو اور نفسانی خواہش کے پورا کرنے میں زندگی کے لمحات بڑی تیزی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ انسان بنگلہ، کار، موٹر، بینک بیلنس بڑھانے کے لئے ہر وقت بے چین رہتا ہے۔ راتوں رات امیر بن جانے کی دُھن میں بڑی بڑی چالبازیاں کرتا ہے اور ہر جائز وناجائز طریقہ اختیار کرتے ہوئے بالکل شرم محسوس نہیں کرتا ہے۔ گھریلو ضرورتوں کی بڑھتی ہوئی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے رشوت لیتا ہے۔ بینک بیلنس بڑھانے کے لئے بلیک مارکیٹنگ کرتا ہے۔ فضول اخراجات اور رسومات بد کو پورا کرنے کے لئے دھوکہ بازی اور رشتہ داروں پر رعب جمانے کے لئے ہر وہ کام بھی کرتا ہے جس پر اللہ اور اُس کا رسول ناراض ہے۔ حرام کمائی کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں: (۱) ملازم کا اپنی ڈیوٹی تندہی سے اور بروقت ادا نہ کرنا۔ ڈیوٹی کے اوقات سے پہلو تہی اختیار کرنا یا ڈیوٹی کے اوقات میں ذاتی کام کرنا (۲) رشوت لینا، رشوت کے طور پر بجائے نقدی جنس یا تحفے تحائف قبول کرنا (۳) دکانداروں کا چیزوں میں ملاوٹ کرنا، ناپ تول میں کمی کرنا، بلیک مارکیٹنگ کرنا، اصلی قیمت پر ناجائز منافع لینا، ذخیرہ اندوزی کرنا، گھٹیا مال جھوٹی قسمیں کھا کھا کر فروخت کرنا۔ (۴) زمین دار اور کسان کا دودھ میں پانی ملا کر بیچنا، اپنے مویشیوں کو دوسروں کے کھیتوں میں پالنا، دوسرے کی فصلوں کو ناجائز طور پر ہڑپ کرنا بھی حرام ہے۔

اس طرح حرام کمائی کے اور بھی نت نئے طریقے اختیار کرنا اور ظلم وزیادتی سے کمانا وغیرہ بھی حرام کمائی ہے، اگر ہمیں سچے معنوں میں آخرت کا یقین ہوجائے، جزا وسزا کی فکر ہو تو ہم حرام کمائی سے اجتناب کریں گے اور حلال کی مختصر کمائی پر ہی اکتفا کریں گے۔ جس طرح من بھر دودھ میں پیشاب کے چند قطرے ڈالنے سے سارا دودھ ناپاک اور پلید ہوتا ہے اور کوئی اسے پینے کے لئے تیار نہیں ہوتا، اسی طرح تھوڑی سی حرام کمائی بھی اگر حلال کمائی میں مل جائے، تو ساری کا ستیاناس کردیتی ہے۔ حرام کمایا ہوا مال دنیا میں مصیبت، جھگڑا، فتنہ فساد اور بے عزتی کا باعث ہوتا ہے اور ایسے شخص کو دلی سکون اور اطمینان قلب نصیب نہیں ہوتا ہے، ایسا ہی شخص شادی بیاہ یا تجہیز وتکفین کی رسومات پر پانی کی طرح روپیہ پیسہ صرف کرتا ہے۔ نتیجہ بے سود، "مال مفت دل بے رحم" عقل مند لوگ حلال کمائی کرتے ہیں اور فضول خرچی سے دور رہتے ہیں۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ رشوت لینے اور دینے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حرام کی کمائی کی تنبیہ پر ارشاد فرماتے ہیں: جب تک حرام کمائی سے بنائے ہوئے لباس تمہارے بدن پر ہوں گے تمہاری عبادت ہرگز قبول نہ ہوگی۔ ہمارے معاشرے میں طرح طرح کی خرابیاں پل رہی ہیں، اگر حرام کی کمائی سے اجتناب کیا جائے تو بہت سی خرابیاں ختم ہوجائیں گی۔ بدعات اور رسم ورسوم میں ناجائز طور طریقے دم توڑ دیں گے اور صالح معاشرہ وجود میں آئے گا۔ ہماری دعائیں بھی قبول ہوجائیں گی اور ہم دنیا اور آخرت دونوں میں سرخرو ہوں گے ظلم وستم کا خاتمہ ہوگا اور ہر کوئی سکھ چین سے زندگی گزارے گا۔

روزہ کی روح تقویٰ ہے: رضوان احمد ندوی

رمضان کا مبارک مہینہ خیر وبرکت کے ساتھ سایہ فگن ہوگیا ہے، اس مہینہ میں کسی کو اعمال صالحہ کی توفیق مل گئی تو پورے سال یہ توفیق اس کے شامل حال رہے گی اور اگر یہ مہینہ بے دل، فکرو تردد اور انتشار کے ساتھ گزر گیا تو اندیشہ ہے کہ پورا سال اسی حال میں گزرے گا، یہ باتیں حضرت مولانا رضوان احمد ندوی سب ایڈیٹر نقیب نے چنکوہرہ جامع مسجد میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا، رمضان المبارک کے تعلق سے انہوں نے مزید فرمایا کہ اس ماہ مبارک میں دنیاوی مصروفیات کم سے کم کرکے عبادت کی مصروفیات کو زیادہ سے زیادہ کریں تاکہ روحانی طور پر ترقی کی راہ اور اس کے مدارج زیادہ ہوسکے، یہ بڑی بدنصیبی ہوگی کہ ہم رمضان کو لایعنی کاموں میں ضائع کردیں اور اس کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم رہ جائیں، آیئے اس ماہ مبارک میں دل کو تلاوت کلام پاک وذکر اور تسبیحات سے منور کریں، ہمدردی وخیر خواہی کے جذبے کو بیدار کریں اور صبر وتحمل کے ساتھ روزہ رکھیں، گناہوں سے پرہیز کریں، جھوٹ، غیبت، چغل خوری جیسے رذیل حرکت سے اپنی زبان کو محفوظ رکھیں، رمضان میں چار کاموں کا اہتمام کریں، دعاؤں کا اہتمام، قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت، استغفار کا ورد اور ہمدردی وخیر خواہی کے جذبے سے اپنے غریب بھائیوں اور محتاجوں کی حاجت روائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، اس کے ذریعہ جنت کے طلبگار بنیں اور جہنم سے نجات کی دعائیں مانگیں۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعداللہ قاسمی

مسجد الاقصی کی تاریخی حیثیت کوتبدیل کرنے لیے اسرائیلی اقدامات کی مذمت

اسلامی تعاون تنظیم (او آئی سی) نے مسجد الاقصی کی تاریخی و قانونی حیثیت کو تبدیل کرنے کے حوالے سے اسرائیلی قابض فورسز کے غیر قانونی اقدامات کی شدید مذمت کی ہے، سعودی خبر رساں ایجنسی ''ایس پی اے'' کے مطابق آو آئی سی کا کہنا ہے کہ مسجد الاقصی کے اطراف میں اسرائیل کی جانب سے غیر قانونی طور پر آہنی باؤنڈری کی تنصیب اور لوگوں کی آمدرفت کو محدود کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، علاوہ ازیں مسجد کے صحنوں میں موجود نمازیوں پر حملہ کرنا اقوام متحدہ کی قراردادوں کی صریح خلاف ورزی ہے، اوآئی سی نے بیان میں کہا کہ القدس شہر مقبوضہ فلسطینی ریاست کا حصہ ہی نہیں؛ بلکہ یہاں کا دارالحکومت ہے جسے اس سے جدا کرنا ممکن نہیں، مسجد الاقصی کا پورا علاقہ صرف مسلمانوں کی عبادت کا مقام ہے، اسرائیل کی جانب سے ایسے اقدامات کسی طرح بھی قابل قبول نہیں جن میں اسلامی اور عیسائیوں کے مقدس مقامات پر قبضہ کرنا مقصود ہے، یہ اقدامات اقوام متحدہ کی قراردادوں اور عالمی قوانین سے بھی متصادم ہیں جن کی کوئی قانونی حیثیت نہیں، اوآئی سی نے اقدامات اور سنگین خلاف ورزیوں کے نتائج کا ذمہ دار اسرائیلی کو قرار دیتے ہوئے عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ ان خلاف ورزیوں کو فوری طور پر ختم کرانے کے لئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرے جس کے باعث خطے میں مزید کشیدگی میں اضافہ ہونے کا خدشہ ہے (الجزیرہ)

برطانیہ میں انتہاپسندی کی نئی تعریف کا 'ہدف' مسلمان ہوسکتے ہیں: مسلم گروپس

برطانیہ کے مسلمان گروپوں نے حکومت کو خبردار کیا ہے کہ اس کی جانب سے انتہاپسندی کی نئی تعریف کا منصوبہ اختلافات کو ہوا دے گا اور اس کی وجہ سے 'دوسرے لوگ بدنام ہوں گے، عرب نیوز کے مطابق برطانوی حکومت نے جمعرات کو انتہاپسندی کے حوالے سے قانون سازی میں ترامیم کے لیے تجاویز پیش کی تھیں موجودہ تعریف کے مطابق 'برطانوی اقدار کے خلاف آواز اٹھانے یا پھر سرگرم ہونے' کو انتہاپسندی مانا جاتا ہے، نئی تعریف کے بعد اس میں نفرت پر مبنی نظریات کی ترویج، عدم برداشت یا تشدد، دوسروں کے آزادی اور جمہوریت کو نقصان پہنچانے کے نکات شامل ہوجائیں گے (ایجنسی)

روس جوہری جنگ کے لیے تیار ہے: صدر پوتن کی مغرب کو دھمکی

روس کے صدر ولادیمیر پوتن نے مغربی ممالک کو خبردار کیا ہے کہ روس تکنیکی طور پر جوہری جنگ کے لیے تیار ہے اور اگر امریکہ نے یوکرین میں فوج بھیجی تو اسے کشیدگی میں نمایاں اضافہ تصور کیا جائے گا، برطانوی خبر رساں ایجنسی روئٹرز کے مطابق صدر پوتن نے 15 سے 17 مارچ تک ہونے والے انتخابات سے چند دن قبل بات کرتے ہوئے کہا کہ جوہری جنگ کے لیے جلد بازی نہیں کی جارہی اور انہیں یوکرین میں جوہری ہتھیاروں کے استعمال کی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی، ٹی وی چینل روسیا 1 اور نیوز ایجنسی آر آئی اے کو انٹرویو میں جب 71 سالہ روسی صدر سے یہ پوچھا گیا کہ کیا ملک واقعی جوہری جنگ کے لیے تیار ہے؟ تو ان کا کہنا تھا کہ 'فوجی تکنیکی نقطہ نظر سے ہم یقینا تیار ہیں انہوں نے کہا کہ امریکہ یہ بات سمجھتا ہے کہ اگر اس نے امریکی فوجیوں کو روسی سرزمین پر یا یوکرین میں تعینات کیا تو روس اس اقدام کو مداخلت سمجھے گا'، (امریکہ میں) روسی-امریکی تعلقات کے میدان اور سٹر-یٹجک میدان میں کافی ماہرین موجود ہیں، اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ یہاں سب کچھ اس (جوہری تصادم) کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے لیکن ہم اس کے لیے تیار ہیں، ولادیمیر پوتن کا جوہری انتباہ اُس وقت سامنے آیا ہے جب یوکرین جنگ کے حوالے سے مذاکرات کی ایک اور پیشکش کی گئی ہے۔ (ایجنسی)

تعلیم وروزگار

ریلوے میں ٹیکنیشن کے 9144 عہدوں کے لیے درخواست مطلوب

ہندوستانی ریلوے نے 9144 آسامیوں کے لیے بمپر بحالی جاری کی ہے، یہ آسامیاں مختلف ریلوے ریکروٹمنٹ بورڈز (RRB) کے ذریعہ ٹیکنیشین سگنل اور ٹیکنیشین گریڈ-3 کی کے لیے پُر کی جائیں گی، اس کے تحت الیکٹریکل، انجینئرنگ اور مکینیکل کے شعبوں میں ویلڈر، کرین ڈرائیور، فٹر جیسی کئی پوسٹیں شامل ہیں، آرآر بی پریاگ راج 338، آرآر بی گورکھپور 205 اور آرآر بی پٹنہ 221 عہدوں کی کل تقرری کرے گا، ان آسامیوں کے لیے آن لائن درخواست کا عمل 09 /مارچ 2024 سے شروع ہوگیا ہے، دلچسپی رکھنے والے اور اہل امیدوار 09/ اپریل 2024 تک آن لائن درخواست دے سکتے ہیں، درخواست کی فیس 500 روپے، خواتین، ST / SC زمرہ کے لیے 250 روپے، فیس آن لائن ادا کرنی ہوگی، ویب سائٹ:www.indianrailways.gov.in پر مزید معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

این بی سی سی (انڈیا) لمیٹڈ میں 83 عہدوں کے لئے درخواست طلب

این بی سی سی (انڈیا) لمیٹڈ میں 83 عہدوں کے لئے درخواست طلب کی گئی ہیں یہ عہدے جونیئر انجینئر، ڈپٹی پراجیکٹ مینیجر اور دیگر آسامیاں کے لئے ہیں، درخواست کی فیس پوسٹ کے لحاظ سے 500 سے 1000 روپے، ST / SC زمرہ اور معذور امیدواروں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 27 مارچ 2024، مزید معلومات کے لئے اس ویب سائٹ www.nbccindia.in پر جائیں۔

جھارکھنڈ ہائی کورٹ میں 249 عہدوں کے لئے درخواست طلب

جھارکھنڈ ہائی کورٹ، رانچی میں 249 عہدوں جن میں ٹائپسٹ، کاپیسٹ اور دیگر عہدے شامل ہیں درخواست مطلوب ہیں، درخواست کی فیس زمرے کے لحاظ سے 125 سے 500 روپے، معذور امیدواروں کے لیے کوئی فیس نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 31/ مارچ 2024 اس کے لئے مزید معلومات ویب سائٹ: jharkhandhighcourt.nic.in//:https پر لی جاسکتی ہے۔

کانسٹیبل کے عہدے کے لیے 6000 بحالیاں ہوں گی

ہریانہ اسٹاف سلیکشن کمیشن (HSSC) نے کانسٹیبل کے 6000 عہدوں کے لئے درخواست طلب کی ہے، درخواست کی کوئی فیس کسی بھی قسم کے امیدوار کے لیے نہیں ہے، آن لائن درخواست دینے کی آخری تاریخ: 21/ مارچ 2024، مزید معلومات ویب سائٹ: www.hssc.gov.in//:https، یا ای میل: hssc012024@gmail.com سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

ایس ایس بی سب انسپکٹر بحالی امتحان کے لیے فارم بھریں

اسٹاف سلیکشن کمیشن (SSC) نے سب انسپکٹر (جنرل ڈیوٹی) اور سب انسپکٹر (ایگزیکٹو) کی 4187 آسامیوں پر بھرتی کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں، دہلی پولیس کے لیے سب انسپکٹر (ایگزیکیٹو) کے عہدے بھرے جائیں گے، جبکہ سب انسپکٹر (جنرل ڈیوٹی) کے عہدے سینٹرل آرمڈ پولیس فورس (سی اے پی ایف) کے لیے پُر کیے جائیں گے، تقرریوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد CISF میں ہوگی، آن لائن درخواست کا عمل شروع ہوچکا ہے، درخواست دینے کی آخری تاریخ 28/ مارچ 2024 مقرر کی گئی ہے۔

رمضان میں ہم اللہ کی حاکمیت دل سے قبول کریں؛ تاکہ اللہ کی نصرت ہمیں حاصل ہوسکے

رمضان المبارک کے موقع پر امیر شریعت بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ و مغربی بنگال کا قوم کے نام ایک اہم پیغام

امیر شریعت بہار اڈیشہ، جھارکھنڈ و مغربی بنگال حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو رمضان کی مبارک باد اور نیک خواہشات پیش کی اور اپنے پیغام میں کہا کہ رمضان المبارک ایک مقدس و مبارک مہینہ ہے، اللہ تعالی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس مبارک مہینہ کو خیر و برکت اور تقوی و پرہیز گاری کا ذریعہ بنائے، آپ نے مزید یہ بھی فرمایا کہ اس مہینہ کو قرآن مجید سے خاص نسبت حاصل ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ ساتھ قرآن سمجھنے کا خاص اہتمام کریں، جو عربی نہیں جانتے ہیں لیکن دوسری زبان پڑھنے اور سمجھنے پر قادر ہیں تو ان کو اسی زبان میں ترجمہ وتفسیر پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے اور اگر بالکل پڑھنا نہیں جانتے ہیں تو ترجمہ سننے کا اہتمام کریں، ہاں! ہر حال میں کسی عالم کے رابطہ میں رہیں تاکہ جہاں سمجھنے میں دشواری ہو ان سے سمجھ سکیں نیز قرآنی تعلیمات وہدایات پر عمل کرنے کا مزاج بنائیں۔

امیر شریعت نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اس مہینہ کے روزے فرض کیے ہیں، اس ماہ میں کی گئی عبادتوں کا اجر وثواب کئی گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے، اسی طرح رمضان المبارک کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے، خاص طور پر افطار وسحر کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں؛ اس لیے اس ماہ میں روزے، نفلی عبادات کے ساتھ دعاؤں کا اہتمام کثرت سے کرنا چاہئے، نہ صرف اپنے لیے بلکہ ہر ایک انسان کی ہدایت و بھلائی اور چین وسکون کے لیے اللہ تعالی سے دعائیں کرنی چاہئے۔ ساتھ ہی آپ نے یہ بھی کہا کہ یہ مہینہ صبر وتحمل، اخوت و ہمدردی، ایثار وغم خواری اور ضرورت مندوں کے خاص خیال رکھنے کا بھی ہے۔ اس لیے زکوۃ کی ادائے گی کے اہتمام کے ساتھ صدقات نافلہ کی بھی کثرت کرنی چاہئے۔

آپ نے کہا کہ یہ وقت ملک کے تمام مسلمانوں کے لیے آزمائش اور امتحان کا ہے، باطل طاقتیں مسلمانوں کی شناخت، ان کے وجود اور اسلامی شعائر کو مٹانے اور تاریخ کو مسخ کرنے کے درپے ہیں۔ ملک میں نفرت کی فضا ہے، اسلامی تشخصات اور مسلمانوں کی مساجد، مدارس وغیرہ کو نقصان پہونچانے کی لگاتار کوششیں کی جارہی ہیں، لیکن جو لوگ ایسا کررہے ہیں انہیں یہ نہیں معلوم ہے کہ وہ ملک کے دستور، عدل، امن وامان، بھائی چارگی وسالمیت کے لئے خطرہ بن رہے ہیں، لہٰذا اس پر ہمیشہ نظر رکھیں اور امیر شریعت نے باشعور اور حساس برادران وطن کو توجہ دلائی کہ وہ ان ملک دشمن باطل طاقتوں سے متنبہ اور باخبر رہیں اور ہر ایسے اشخاص اور ایسی تحریک کے خلاف آواز بلند کریں جو بھائی چارگی کو تباہ وبرباد کرنے کے درپے ہوں۔

امیر شریعت نے مسلمانوں سے کہا کہ اللہ تبارک وتعالی اب مسلمانوں کا امتحان وقت کو سخت کر کے لے رہے ہیں اور امتحان میں ہمیشہ صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو قرآن کے حوالے سے یاد دلایا کے جب تک مسلمان اللہ کے دین کو نصرت نہیں دیتے اللہ ان کو نصرت نہیں دے گا اور ان کے قدم کو مستحکم نہیں کرے گا، انھوں نے کہا کہ مسلمان اپنے رب کو پہچانیں، اپنی عادات کو اسلام کے موافق کریں اور اپنے ہندو پڑوسیوں سے کھل کر حکمت اور اچھے کلام کے ذریعہ افہام وتفہیم کے لئے بات چیت کریں، انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو حالات کا مقابلہ ایمان ویقین کی پختگی اور اللہ پر کامل توکل کے ساتھ کرنا چاہئے، اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے اپنے مفاد کو قربان کرنا چاہئے، صبر، شکر، توکل اور برداشت کا دامن تھامے رہنا چاہئے، اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

اللہ تعالی ہم سبھوں کے روزے، نماز اور تمام اعمال کو قبول فرمائے، نیکیوں کے اس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ عبادت و ریاضت کی توفیق دے اور اپنی رضا نصیب فرمائے آمین۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مفتی محمد سہراب ندوی

سی اے اے ایک جانب دارانہ اور ملکی سالمیت کے لیے نقصان دہ قانون ہے، اسے فوراً منسوخ کیا جائے: حضرت امیر شریعت

حکومت کو سی اے اے کے نفاذ میں جلد بازی کر کے عدالتی بالادستی کو بے معنیٰ نہیں کرنا چاہئے

بالآخر مرکزی حکومت نے ہونے والے پارلیمانی انتخاب سے پہلے اپنے غیر منصفانہ منشور پر عمل کرتے ہوئے گذشتہ ۱۱مارچ ۲۰۲۴ء کو سی اے اے جیسے ملک و آئین مخالف، متنازع اور سیاہ قانون کو نافذ کردیا، جس سے ملک کے تمام پڑھے لکھے اور سیکولر انسانوں میں سخت بے چینی ہے، ممکن ہے کہ یہ قانون این آرسی کا پیش خیمہ ثابت ہو کہ وزیر داخلہ امیت شاہ نے 2019 میں اپنی عوامی تقریر میں بھی اور پارلیمانی تقریر میں بھی کہا تھا کہ پہلے سی اے اے آئے گا اور پھر این آرسی آئے گی۔ ظاہر ہے وزیر داخلہ کی اس کرونولوجی سے الگ کر کے سی اے اے کو نہیں دیکھا جا سکتا۔ انسانیت کی بنیاد پر ستم زدہ لوگوں کا سہارا بننا کوئی بری بات نہیں۔ اگر حکومت ستم زدوں کا سہارا بننا چاہتی تو کوئی ہوش مند آدمی اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ستم زدوں میں تفریق کیوں؟ یہ کیسی انسانیت ہے جو مظلوموں میں تفریق کرنا سکھاتی ہے؟ نیز انہیں تین ملکوں کی تخصیص کا کیا مطلب؟ ہمارا ملک تمام مظلوموں کا سہارا کیوں نہ بنے؟ سری لنکائی تمل ہندو نے کیا قصور کیا ہے کہ انہیں اس قانون کے فائدے سے محروم رکھا گیا ہے؟ ستائے ہوئے لوگوں میں چاہے مذہبی بنیاد پر تفریق کی جائے یا ملکی بنیاد پر، کوئی بھی تفریق نہ صرف غیر آئینی بل کہ غیر انسانی عمل بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سے چند سالوں پہلے جب مرکزی حکومت نے اپنے خاص مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اس قانون کی بات شروع کی تھی تو مذہب اور ذات کے فرق کے بغیر پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا تھا، اور حکومت کو اپنا قدم پیچھے ہٹانا پڑا تھا مہینوں ملک کے اکثر مقامات اور ہزاروں شاہراہوں پر بلا تفریق مذہب بھارت کے لاکھوں شہری سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے، اور ملک کی تاریخ میں آزادی کے بعد پہلی بار ملک گیر سطح پر اس طرح کا مظاہرہ دیکھنے کو ملا، اس وقت امارت شرعیہ سمیت ملک کی مختلف تنظیموں اور سیکولر جماعتوں کی جانب سے دوسو سے زائد پٹیشنز سی اے اے کے خلاف سپریم کورٹ میں داخل کی گئیں، جواب بھی عدالت عظمی میں شنوائی کے لئے انتظار کی راہ دیکھ رہی ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ نفاذ میں جلدی کر کے یہ پیغام نہ دے کہ اب ریاستی جبر کے خلاف آئین میں دیئے گئے دستوری چارہ جوئی کے حق کے دن بیت گئے۔ اب حکومتیں عدالتوں کے سامنے جواب دہ نہیں رہیں۔ سپریم کورٹ کو بھی چاہئے کہ اس طرح کے حساس اور متنازع قانون پر جس کی آئینی حیثیت مشکوک ہے اور دفعہ ۱۴ اور دفعہ ۱۲ کے واضح خلاف ہے، از خود نوٹس لے اور داخل شدہ پٹیشنز پر جلد از جلد شنوائی کرے تاکہ ملک کی اقلیتوں اور کمزور طبقات کا اعتماد عدالت عظمی پر بحال رہے۔

اگر حکومت نے اس قانون کے ذریعے این آرسی کا رخ کیا جیسا کہ اس کے سابقہ عمل اور نیتوں، نیز پارلیمنٹ میں کی گئی وزیر داخلہ کی تقریروں سے واضح ہے تو لاکھوں کی تعداد میں مسلم، ہندو، اوبی سی یا شیڈول کاسٹ سے تعلق رکھنے والے وہ لوگ جن کے والدین کے پاس زمین نہیں تھی، وہ تعلیم یافتہ نہیں تھے، ان کے والدین نہیں تھے یا کسی قدرتی آفت مثلاً زلزلے، سیلاب، یا آگ زنی کی بنا پر ان کے کاغذات کھو گئے تو وہ شہریت سے محروم ہو جائیں گے۔ پھر انہیں اپنے بنیادی حقوق و جائیداد اور حاصل شدہ مراعات سے محروم ہونا پڑے گا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس قانون کے منفی اثرات ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں پر سب سے زیادہ پڑیں گے، کیونکہ دوسروں کے لئے شہریت کا راستہ کھلا ہوگا اور ان کے لئے یہ راستہ بند ہو چکا ہوگا۔ ذہنی اور فکری طور پر ابھی ان کو اس طرح کے قانون سے باور کرایا جا رہا ہے کہ انکے حقوق اس ملک میں دوسروں کی طرح یکساں نہیں ہیں، انتظامیہ اور پولیس کا متعصبانہ رویہ اب کسی سے پوشیدہ نہیں رہا ہے۔ آگے چل کر شہریت کے ثبوت کے لئے این پی آر این آرسی لاگو کیا جائے گا جس میں لوگوں سے والدین، دادا اور نانا کے دستاویزات کا مطالبہ کیا جائے گا، ایسے لاکھوں مسلمانوں کے سامنے جو مطلوبہ دستاویز پیش نہ کر سکیں یا کسی بہانے جن کے دستاویزات رد کر دیئے جائیں، ان کی شہریت رد کر دی جائے گی اور وہ بے ریاستی (statelessness) کے شکار ہو جائیں گے۔

حکومت کی منشا اگر مظلوموں کی دادرسی ہے تو شہریت کے پرانے قانون میں کیا خرابی ہے کہ اس کے تحت انہیں شہریت نہیں دی جا سکتی ہے؟ حکومت کی طرف سے آج تک واضح نہیں کیا جا سکا ہے کہ پچھلے قانون کی کس خامی کو دور کرنے کے لئے یہ قانون بنایا گیا ہے۔ حقیقی معنوں میں یہ قانون ملک کے آئین کی روح کے خلاف ہے، ملک کا دستور جمہوری ہے جس میں بنیادی حقوق تمام مذاہب کے ماننے والوں کو یکساں طور پر حاصل ہیں جس میں مساوات (دفعہ: 14) زندگی گزارنے کا حق (دفعہ: 21) اور غیر جانب داری (دفعہ: 15) اور اس کے علاوہ دستور ہند کے ابتدائیہ میں درج جمہوری اقدار نمایاں نظر آتے ہیں۔ سی اے اے کے ذریعے مذکورہ دفعات اور اقدار کی پامالی ہوگی، اور جمہوری ڈھانچے متاثر ہوں گے۔ واضح رہے کہ ابھی ملک کا پارلیمانی انتخاب سامنے ہے، اور سی اے اے کا نفاذ موجودہ حکومت کے انتخابی منشور کا حصہ ہے، حکومت کو اس قانون کے نفاذ کے ذریعے کسی غیر ملکی تارکین وطن کی خیر خواہی مقصود نہیں ہے، بلکہ وہ اس سے صرف انتخابی فائدہ حاصل کرنا، اور مسلمانوں کو نشانا بنا کر اکثریتی طبقے میں اپنا ووٹ بینک مضبوط کرنا چاہتی ہے۔ امارت شرعیہ مسلمانوں سمیت ملک کے تمام باشندوں سے گذارش کرتی ہے کہ وہ حکومت کی اس چال کو سمجھیں، کسی طرح کے جذبات میں مبتلا ہونے کے بجائے حقیقی مسائل پر توجہ مرکوز رکھیں اور صحیح وقت کا انتظار کریں، ملک کے تمام طبقات، مذہبی جماعتوں اور ماہرین قانون کے مشورے سے ہی اس جانب کوئی عملی اقدام کیا جائے گا۔

شہریت ترمیمی قانون کو منسوخ کرنے کا مطالبہ تیز

مختلف تنظیموں سے وابستہ ملی قائدین نے مشترکہ بیان جاری کر کے کہا: انتخابات سے عین قبل قانون کے نفاذ کی شدید مذمت کرتے ہیں، ہمارا ماننا ہے کہ شہریت برابری کے اصولوں کی بنیاد پر دی جانی چاہیے

عام انتخابات 2024 سے چند ہفتہ قبل مرکز کی بی جے پی حکومت نے پارلیمنٹ سے منظور ہونے کے چار سال بعد متنازعہ شہریت ترمیمی قانون (سی اے اے) 2019ء کو پورے ملک میں نافذ کر دیا ہے، یہ قانون پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان سے آنے والے ان غیر مسلم تارکین وطن کے لیے شہریت کی راہ ہموار کرے گا جو 31 دسمبر 2014ء سے قبل ہندوستان آئے تھے، اس قانون کے تحت مودی حکومت اب تینوں ممالک کے غیر مسلم تارکین وطن ہندو، سکھ، جین، بدھ، پارسی اور عیسائی) کو ہندوستانی شہریت دینے کا عمل شروع کرے گی، وہیں ملی قائدین نے مرکزی حکومت کے ذریعہ سی اے اے نافذ کرنے کے فیصلہ کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے اور اس کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا ہے، اس سلسلہ میں ملی قائدین نے دستخط کردہ مشترکہ بیان جاری کیا ہے جس میں مولانا محمود اسعد مدنی (صدر جمعیت علماء ہند) سید سعادت اللہ حسینی (امیر جماعت اسلامی ہند) مولانا اصغر امام مہدی سلفی (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) مولانا احمد ولی فیصل رحمانی (امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ) مولانا انیس الرحمٰن قاسمی (نائب صدر آل انڈیا ملی کونسل) مولانا یٰسین عثمانی بدایونی (نائب صدر آل انڈیا ملی کونسل) ملک معتصم خان (نائب امیر جماعت اسلامی ہند) محمد سلیم انجینئر (نائب امیر جماعت اسلامی ہند) مولانا حکیم الدین قاسمی (جنرل سکریٹری جمعیت علماء ہند) ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس (رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ) مولانا نیاز احمد فاروقی (سکریٹری جمعیت علماء ہند) شیخ مجتبیٰ فاروق (جماعت اسلامی ہند) اور ڈاکٹر ظفر الاسلام خان (سابق چیئرمین، دہلی اقلیتی کمیشن) کے دستخط شامل ہیں، اس مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ ہم عام انتخابات کے اعلان سے عین قبل شہریت ترمیمی قانون (سی اے اے) 2019 کے نفاذ کی شدید مذمت کرتے ہیں، اس قانون میں ایسی دفعات متعارف کروائی گئی ہیں جو ہندوستانی آئین میں درج مساوات اور سیکولرازم کے اصولوں کو سبوتاژ کرتی ہیں، ہندوستانی آئین کا آرٹیکل ۱۴ ارقانون کے سامنے مساوات کے عمومی اصولوں کو مجسم کرتا ہے اور مذہب کی بنیاد پر افراد کے درمیان غیر معقول امتیازی سلوک کی ممانعت کرتا ہے، شہریت ایکٹ 1955ء کے سیکشن ۲رمیں شق (بی) کا اندراج متعصبانہ سلوک کو قائم کرتا ہے، اس قانون کے ذریعہ افغانستان، بنگلہ دیش اور پاکستان سے ہندو، سکھ، بدھ، جین، پارسی یا عیسائی برادریوں سے تعلق رکھنے والے افراد جو 31 دسمبر 2014ء سے قبل ہندوستانی علاقہ میں داخل ہوئے تھے، ان کے ساتھ غیر قانونی تارکین وطن جیسا سلوک نہیں کیا جائے گا، بیان میں کہا گیا ہے کہ اس قانون میں مسلمانوں کو مذہبی وابستگی کی بنیاد پر منتخب طور پر شہریت دے کر ہندوستانی آئین کے ذریعہ مساوات اور سیکولرازم کے بنیادی حق کی خلاف ورزی کا ذکر کرنے سے گریز کیا گیا ہے، اس طرح قانون کے تحت مساوی سلوک کے اصول کو مجروح کرتا۔ یہ امتیازی قانون سازی ملک کے سماجی تانے بانے کے لیے خطرہ ہے، جو شمولیت اور تنوع کے بنیادی اصولوں کو ختم کر رہی ہے، ہندوستانی پارلیمنٹ کے ذریعہ شہری ترمیمی بل کی منظوری نے مسلمانوں اور معاشرے کے دیگر طبقات کی طرف سے ملک گیر ہنگامہ اور احتجاج پیدا کیا، جنہوں نے ہندوستان کے آئین کی حفاظت کی فوری ذمہ داری محسوس کی، قانون کے نفاذ کے لیے جو وقت منتخب کیا گیا ہے وہ بھی قابل اعتراض ہے اور تنگ نظر سیاسی مفادات کے لیے معاشرے میں مذہبی تقسیم پیدا کرنے کے واضح سیاسی مقاصد کو ظاہر کرتا ہے، ہمارا ماننا ہے کہ شہریت بلا لحاظ مذہب برابری کے اصولوں کی بنیاد پر دی جانی چاہیے، ذات یا عقیدہ کی بنیاد پر نہیں، اس قانون کی دفعات ان اصولوں سے براہ راست متصادم ہیں اور ہماری قوم کے سیکولر تانے بانے کے لیے خطرہ ہیں، ہم حکومت پر زور دیتے ہیں کہ وہ شہریت ترمیمی قانون 2019 کو منسوخ کرے اور ہندوستانی آئین میں شامل شمولیت اور مساوات کی اقدار کو برقرار رکھے۔

Scanned with CamScanner

ضلع سپول کے گھورن پنچایت میں ہولناک آتشزدگی دوسو سے زائد گھر جل کر راکھ؛ راحت رسانی کیلئے سوپول پہنچی امارت شرعیہ پٹنہ کی ٹیم

جیسے ہی اس بھیانک آتشزدگی کی اطلاع امارت شرعیہ کو ہوئی حضرت قائم مقام ناظم امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ نے حضرت امیر شریعت صاحب دامت برکاتہم سے مشورہ کیا، حضرت امیر کے مشورے کی روشنی میں قائم مقام ناظم صاحب نے وہاں کے لئے فوری طور پر ایک ٹیم تشکیل دی، جس میں پٹنہ ہائی کورٹ کے وکلاء جناب مولانا احمد حسین مدنی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ، مقامی قاضی شریعت، ضلع سوپول اور بلاک کے امارت شرعیہ کے ذمہ داران ہیں، چنانچہ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ کی ٹیم حضرت امیر شریعت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ کی ہدایت پر جناب مولانا احمد حسین قاسمی مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں ضلع سپول کے گھورن پنچایت پہنچی؛ جہاں گزشتہ 5/ مارچ 2024 کو آتشزدگی کا ہولناک واقعہ پیش آیا، جس کے سبب 200 سے زائد مکانات کل ساز و سامان سمیت جل کر چند گھنٹوں میں خاکستر ہو گئے، امارت شرعیہ کے اس وفد نے آج سپول شہر کی مختلف جامع مسجدوں میں عام مسلمانوں کو ان متاثرین کی امداد اور بازآبادکاری کی جانب متوجہ کیا، جو آج کھلے آسمان کے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، الحمدللہ لوگوں نے امارت شرعیہ کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان متاثرہ خاندانوں کی بازآبادکاری کی کوشش شروع کر دی ہے، دوسری طرف امارت شرعیہ کے وفد نے تنظیم امارت شرعیہ ضلع سپول تنظیم امارت شرعیہ کے سکریٹری جناب محمد جمال الدین صاحب، جوائنٹ سکریٹری مفتی محمد نہال ندوی و مفتی محمد ضیاء الدین قاسمی اور ضلع سپول کے قاضی شریعت جناب مولانا مفتی محمد ابوالقاسم ودیگر ذمہ داران کی معیت میں سپول کے ایس ڈی او سے متاثرین کی راحت رسانی کی بابت ان کی آفس میں ملاقات کی اور اس موقع پر سرکاری امداد اور بنیادی راحت رسانی کو یقینی بنانے سے متعلق تبادلہ خیال کیا، قائد وفد جناب مولانا احمد حسین قاسمی مدنی نے محترم ایس ڈی او سے ایسے حالات میں حکومتی سطح پر ملنے والی امداد کو یقینی بنانے سے متعلق تفصیلی گفتگو کی؛ جس پر انہوں نے جلد از جلد عمل درآمد کی یقین دہانی کرائی ہے، آخر میں انہوں نے امارت شرعیہ کے وفد کا اس آمد پر شکریہ ادا کیا، واضح رہے کہ امارت شرعیہ کی مرکزی و مقامی ٹیم نے جائے حادثہ پر پہنچ کر پوری بستی کا جائزہ لیا؛ پھر لوگوں کو تسلی کے کلمات کہے، مصیبت کی اس گھڑی میں رجوع الی اللہ کا پیغام سنایا اور صبر کی تلقین کی اور حتی الوسع امداد اور بعض آبادکاری کی یقین دہانی کرائی، امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب اس دوران وفد سے مسلسل رابطے میں ہیں، ذہن نشیں رہے کہ پہلے مرحلے کی ٹیم کی قیادت مولانا احمد حسین صاحب مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ کر رہے ہیں جبکہ دوسرے مرحلہ کی قیادت مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب کریں گے، آج کے اس وفد میں امارت شرعیہ مرکزی دفتر سے محترم معاون ناظم کے علاوہ جناب مولانا محمد مزمل حسین قاسمی اور جناب مولانا رئیس اعظم مبلغین امارت شرعیہ، امارت شرعیہ کی جانب سے اس حادثہ کا قانونی جائزہ لیکر سرکاری امداد کے لیے پٹنہ ہائی کورٹ کے دو وکیل جناب طارق ایڈوکیٹ اور جناب ندیم ایڈوکیٹ شامل وفد تھے، سوپول کے قاضی شریعت جناب مولانا محمد ابوالقاسم رحمانی، مولانا سلیم ندوی، مفتی محمد ضیاء الدین قاسمی، حافظ تسیم اقبال ڈائریکٹر متحلا ہاسپٹل سوپول، مکھیا ابونصر، تنظیم امارت شرعیہ کے مقامی ذمہ داران جناب مولانا سراج صاحب اور قاری نجم الدین وغیرہم کے علاوہ دیگر سماجی کارکنان بھی موجود تھے، اسی طرح راحت رسانی اور ریلیف کے کاموں کو مزید منظم کرنے کے لیے مورخہ مورخہ 9/ مارچ کو ضلع سپول کے تمام بلاکوں کے صدر و سکریٹری حضرات کو نورانی مسجد عیدگاہ محلہ میں مدعو کیا گیا ہے؛ تاکہ ریلیف اور راحت رسانی کے تمام کاموں کو منظم طور پر انجام دیا جاسکے۔

ملک کی موجودہ تصویر میں جمہوریت دھندلی ہوگئی

ڈاکٹر مظفر حسین غزالی

ملک میں عام انتخابات کی تاریخوں کا اعلان ہونے والا ہے۔ انتخابی کمیشن الیکشن کی تاریخوں کے اعلان سے قبل تیاریوں میں مصروف ہے۔ ملک میں کتنے ووٹرز ہیں، پچھلی بار سے اس بار کتنے نئے ووٹرز شامل ہوئے، نوجوان ووٹرز کی تعداد کتنی ہے، ایسے تمام اعداد و شمار آرہے ہیں۔ سیاسی جماعتیں اپنی تیاری میں لگی ہوئی ہیں۔ نریندر مودی سمیت بی جے پی کے لیڈران شمال سے جنوب تک کے دورے کر رہے ہیں۔ ذاتوں اور پسماندہ طبقات کے رہنماؤں کو سادھنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ مذہب، ذات کی تفریق، ہندوتوا کے ساتھ بی جے پی مودی کا پریوار اور ان کی گارنٹی کی تشہیر ہو رہی ہے۔ وہیں دوسری طرف راہل گاندھی شمال مشرق سے مغرب تک ملک کو ناپنے کی مہم پر ہیں۔ وہ سماجی انصاف، عوام کی بنیادی ضرورتوں کا سوال اٹھا رہے ہیں۔ مذہب کے بجائے وہ حصہ داری کی بات کر رہے ہیں۔ نفرت کو محبت سے جیتنے کا پیغام دے رہے ہیں۔ ملک کو آمریت کی طرف بڑھنے سے روکنے اور جمہوری قدروں کو فروغ دینے پر زور دے رہے ہیں۔ برسراقتدار بی جے پی اور اپوزیشن پارٹیوں کی طرف سے امیدواروں کے ناموں کا اعلان ہو رہا ہے۔

سروے ایجنسیاں اپنے سروے کی بنیاد پر بتا رہی ہیں کہ اگر آج انتخابات ہوتے ہیں تو کون جیتے گا، کس کا چہرہ مودی یا راہل ووٹروں کی پہلی پسند ہے، این ڈی اے اور انڈیا اتحاد میں کس کا پلڑا بھاری ہے، رام مندر کے افتتاح سے بی جے پی کو فائدہ ہوگا یا نہیں، اگر ہوگا تو کتنا؟ کسانوں کی تحریک کا انتخابات پر کیا اثر پڑے گا، اس طرح کے کئی سوالوں کے گرد سروے ہو رہے ہیں اور ان کے نتائج کی بنیاد پر ملک میں مستقبل کی حکومت بننے کی بات ہو رہی ہے۔ ان سوالات کے درمیان سوال یہ بھی پوچھا جانا چاہئے کہ ان انتخابات میں یا ان کے بعد نفرت بڑھے گی یا کم ہوگی اور جمہوریت کے بچنے کی کتنی امیدیں رہ جائیں گی۔ بھارت کی پہچان انیکتا میں ایکتا کے لئے ہے۔ ایک طرف اسے مدر آف ڈیموکریسی کہا جاتا ہے وہیں دوسری طرف جمہوریت کے سامنے کانٹوں کی دیوار کھڑی کی گئی ہے۔ ملک کا ماحول ایسا ہے کہ بیریکیڈ کے ایک طرف جمہوریت اور دوسری طرف حکومت نظر آتی ہے۔ وی ڈیم کی رپورٹ کے مطابق 2014 کے بعد سے بھارت میں جمہوریت کی صحت میں مسلسل گراوٹ آرہی ہے۔ یہ اب جمہوریت نہ کہلائے جانے والے ممالک کی کیٹگری میں آنے کے بالکل قریب ہے۔

اسے ملک کی ستم ظریفی کہیں یا کچھ اور کہ کھیتی کسانی کی ثقافت والے بھارت کی زراعت میں آزادی کے بعد بھی انقلابی تبدیلی نہیں آئی۔ جبکہ ہر سیاسی جماعت کسان، مزدور اور غریبوں کو انتخاب کا مدعا بناتی رہی ہے۔ پھر بھی ہمارا ملک زراعت میں وہ مقام حاصل نہیں کر سکا جو صنعتی انقلاب کے بعد محض ڈیڑھ سو سال میں یورپ نے حاصل کر لیا۔ جبکہ بھارت دنیا کی پانچویں بڑی معیشت بن چکا ہے اور تیسری بننے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لیکن اس اقتصادی ترقی کا فائدہ غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کو نہیں مل رہا ہے۔ حکومت کو 80 کروڑ لوگوں کو مفت راشن دینا پڑ رہا ہے۔ اقتصادی تقسیم میں عدم توازن کی وجہ سے کسان ایک بار پھر احتجاج کر رہے ہیں۔ 13 فروری کو دلی کوچ کے لئے نکلے کسانوں کو زبردستی بی جے پی حکومت نے ہریانہ، پنجاب کی سرحد پر روک دیا۔ کسانوں نے پھر دلی کوچ کا اعلان کیا ہے۔ انہیں روکنے کے لئے دلی پولس نے بڑے پیمانے پر تیاری کی ہے۔ دفعہ 144 لگائی گئی ہے۔ ریلوے اسٹیشن، میٹرو اسٹیشن اور بس اڈوں پر بھاری تعداد میں پولس اہلکار تعینات کئے گئے ہیں۔ ایم ایس پی لاگو کرنے کا وعدہ پورا کرنے کی مانگ کو لے کر کسان دوبارہ احتجاج کر رہے ہیں۔ ان کے مطالبات وہی ہیں جو تین سال پہلے تھے۔ ان کے سال بھر چلے احتجاج کو ختم کرنے کے لئے مرکزی حکومت نے کسانوں سے وعدہ کیا تھا کہ ایم ایس پی کی قانونی ضمانت دی جائے گی، لکھیم پور کھیری میں مارے گئے کسانوں کے ساتھ انصاف کیا جائے گا، اسی طرح کے کچھ اور وعدے بھی تھے، جو تین سال میں پورے نہیں ہوئے تو اب کسان احتجاج کر رہے ہیں۔ لیکن مودی حکومت ایک بار پھر کسانوں سے بات چیت کر رہی ہے۔ بات چیت سے مسئلہ حل کرنا تو ٹھیک ہے لیکن نیت بھی صحیح ہونی چاہئے۔ آخر حکومت اپنا ہی وعدہ پورا کرنے کے لئے کون سی میٹنگ کر رہی ہے؟ جو فیصلہ لینا ہے، وہ حکومت کو لینا ہے، اس میں کسان انتظار کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ کسانوں نے تین سال تک انتظار ہی کیا ہے، کیا حکومت چاہتی ہے کہ وہ اب بھی انتظار ہی کرتے رہیں۔

کسان پرامن طریقہ سے پنجاب ہریانہ سے آگے بڑھ رہے تھے لیکن ان پر آنسو گیس کے گولے داغے گئے، پیلٹ گن کا استعمال کیا گیا۔ حکومت نے پچھلی مرتبہ بھی کسانوں پر ایسے ہی مظالم ڈھائے تھے۔ تب ساڑھے سات سو سے زائد کسانوں کی موت ہوئی تھی۔ اس بار پھر کسانوں کی شہادت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ چند روز قبل احتجاج کے دوران ایک ادھیڑ عمر کسان کی موت ہوئی تھی اور پھر ایک 22 سالہ نوجوان کسان کی موت ہو گئی۔ کسانوں کا الزام ہے کہ ہریانہ پولس کی فائرنگ سے کچھ لوگ زخمی ہوئے، کچھ لاپتہ ہیں اور ایک نوجوان کسان کی موت ہو گئی۔ پرامن احتجاج کرنے والوں پر ایسے مظالم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں جمہوریت کے باب کو بند کر کے ایک نئے باب کے آغاز کی تیاری ہو چکی ہے۔

کسانوں کو حکومت رام لیلا میدان آنے سے روک رہی ہے۔ پولیس نے دہلی کے جنتر منتر پر ای وی ایم کے خلاف احتجاج کو بھی دفعہ 144 لگا کر روک دیا۔ اور جب کانگریس کے رکن پارلیمنٹ ڈگ وجے سنگھ نے یوتھ کانگریس ہیڈکوارٹر سے احتجاج شروع کرتے ہوئے جنتر منتر چلو کی کال دی تو پولیس نے دوبارہ مظاہرین کو گرفتار کر کے پہلے سے کھڑی بسوں میں ٹھونس دیا۔ یوتھ کانگریس ہیڈکوارٹر کے باہر پہلے ہی بھاری پولس فورس اور بیریکیڈنگ کے انتظامات تھے۔ ظاہر ہے کہ حکومت ای وی ایم کے خلاف کسی بھی احتجاج کو ہونے سے پہلے ہی کچل دینا چاہتی ہے۔ جب کہ اپنے مطالبات کے لئے احتجاج کرنا ہر جماعت اور ہر شہری کا جمہوری حق ہے۔ اپوزیشن کا الزام ہے کہ ای وی ایم سے چھیڑ چھاڑ ممکن ہے، بی جے پی نے الیکشن جیتنے کے لئے ایسا کر چکی ہے۔

الیکشن کمیشن ای وی ایم میں کسی قسم کی بے ضابطگی کی بات نہیں مانتا۔ تاہم بی جے پی کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ یا تو اپوزیشن کے شکوک کو دور کرے یا بیلٹ پیپر کے ذریعے انتخابات کے لئے راضی ہو جائے۔ تب ہی اس کے جمہوری اور غیر جانبدار انتخابات کا دعویٰ سچ ثابت ہوگا۔ وی ڈیم کی 2023 کی رپورٹ کے مطابق الیکورل ڈیموکریسی انڈیکس میں بھارت 108 ویں پائیدان پر ہے۔ فی الحال ایسا لگتا ہے کہ بی جے پی کو جمہوریت کی کسوٹی پر کھرا اترنے کے مقابلہ ہے صرف 400 سے زیادہ سیٹیں جیتنے کی زیادہ فکر ہے۔

اپوزیشن کا یہ بھی الزام ہے کہ بی جے پی جانچ ایجنسیوں کا غلط استعمال کر رہی ہے اور میڈیا یکطرفہ اس کے ساتھ کھڑا ہے۔ جو بی جے پی کے ساتھ نہیں ہے وہ مشکل میں ہے۔ جموں و کشمیر کے سابق گورنر ستیہ پال ملک اس کی مثال ہیں۔ سی بی آئی نے ان کے گھر اور ان سے متعلق کم از کم 30 مقامات پر چھاپے مارے۔ یہ چھاپے جموں و کشمیر میں کیرو ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹ کے ٹھیکے میں مبینہ بدعنوانی کے معاملے میں مارے گئے۔ حالانکہ انہوں نے خود اس کی شکایت کی تھی۔ یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ ستیہ پال ملک نے کسانوں کے مسئلہ سے لے کر پلوامہ حملے تک کئی مسائل کے لئے موجودہ حکومت پر تنقید کی ہے۔ ایسے میں مانا جا رہا ہے کہ مسٹر ملک کے خلاف سی بی آئی کی کارروائی ان کے حکومت مخالف رویہ کی وجہ سے کی گئی ہے۔ کیونکہ جن لوگوں پر ستیہ پال ملک نے بدعنوانی کے الزامات لگائے تھے اور جن کے نام رشوت کی پیشکش کرنے میں لئے تھے، ان کے خلاف اب تک کی اطلاع کے مطابق کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ جب کسان تحریک میں ایک نوجوان کسان کی موت سے مودی حکومت بری طرح گھری ہوئی تھی۔ حکومت کے خلاف ماحول بن رہا تھا۔ تو ستیہ پال ملک کے خلاف کارروائی کر کے ایک بار پھر عوام کا دھیان بھٹکانے کی کوشش کی گئی۔

ملک کی موجودہ تصویر میں نفرت ابھری ہے اور جمہوریت بہت دھندلی دکھائی دے رہی ہے۔ انتخابات سے قبل اس ابہام کا دور ہونا ضروری ہے۔ کانٹوں کی دیوار کے پار جمہوریت کی اس لڑائی میں جو جیتے گا اسی سے ملک کا مستقبل طے ہوگا۔

Scanned with CamScanner

ہندوستانی نوجوانوں کے ساتھ دھوکا

بے نام گیلانی

ہندوستان کا بچہ بچہ اس امر سے واقف ہے کہ ارض اسرائیل پر فلسطین کے ساتھ شدت کی جنگ جاری ہے جس میں کم و بیش 30_35 ہزار انسانی جانوں کا زیاں عمل پزیر ہو چکا ہے۔ایسے حالات میں اسرائیل کا ہندوستانی جوانوں کے لئے نوکری کی ویکینسی نکالنانے کا معنی کیا ہوسکتا ہے یہ ایک کند سے کند ذہن کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔لیکن یہ امر اگر کسی کی فہم میں نہیں آیا تو وہ ہندوستان کی وفاقی حکومت ہے جہاں فلسطین کی سرزمین پر دو ہندوستانی نوجوانوں کی موت واقع ہو گئی ہے۔ناچیز کو تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت ہند نے ایک تیر سے کئی نشانہ لگایا ہے۔پہلی بات تو یہ کہ ہندوستان میں حد درجہ بیکاری و بیروزگاری کا مسئلہ ہے جو فی زمانہ کسی بھی صورت حل ہوتا نظر نہیں آتا ہے۔اس بیکاری و بیروزگاری کے باعث نوجوانوں میں بے چینیوں کا عالم پایا جاتا ہے۔یہ بے چینی رفتہ رفتہ فروغ ہی پاتی جارہی ہے۔جن نوجوانوں نے موجودہ وفاقی حکومت کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا تھا وہی نوجوانان اب آپنی پسندیدہ یا قائم کردہ حکومت سے برہم اور متنفر نظر آنے لگے ہیں۔اب حکومت ہند کو یہ فکر ستانے لگی کہ اگر نوجوانان ہند اس سے برہم ہو گئے تو پھر آئندہ کے انتخاب میں بہت بڑی مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔کیونکہ بی جے پی کے ووٹ بینک میں ان نوجوانان کی بڑی حصے داری ہے۔اس لئے ان نوجوانان کو قابو میں کرنے کے لئے حکومت ہند نے یہ سازش رچی ہے۔

دوسری جانب حکومت ہند کو اسرائیل سے اپنی دوستی کو بھی برقرار رکھنی ہے۔کیونکہ اسرائیل نے ہر برے وقت میں ہر طرح سے ہندوستان کا تو نہیں لیکن آرایس ایس کی ایما پر بی جے پی حکومت کو نہ صرف تکنیکی و حربی اور مشاورتی مدد کی ہے۔بلکہ مزید کئی قسم کی مدد بھی کی ہے۔بات یوں ہے کہ پہلے تو بی جے پی والے اسرائیلی سے یہ مشورہ لیتے رہے کہ ہندوستان سے مسلمانوں کا خاتمہ کیسے ہو۔یہی سبب ہے کہ بی جے پی حکومت آر ایس کی مختلف شاخوں مثلاً بجرنگ دل، وشو ہندو پریشد جیسی مختلف ہندو تنظیموں کے افراد کے بل پر خوب خوب مسلمانوں کی دل شکنی کی۔بعد میں مسلمانوں کی مساجد اور مزارات کو نشانہ بنانا شروع کیا جس میں عدلیہ کی حیثیت کو بھی صفر کر دیا گیا۔اب منتخب کر کے مسلمانوں کے گھروں کو منہدم کرنے کا سلسلہ چل پڑا ہے۔یہ سارا حربہ حکومت ہند نے اسرائیلیوں ہی سے سیکھا ہے۔جس طرح اسرائیل نے اپنے یہاں ہی نہیں بلکہ ارض فلسطین پر بھی مسلمانوں کی زمینوں کو زبردستی قبضہ کر لیا یا پھر کبھی کبھی اپنے اشارے پر ناچنے والے عدلیہ کا سہارا لے کر مسلمانوں کو خانہ بدوشی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا۔عین اسی راہ پر گامزن حکومت ہند نظر آرہی ہے۔اگر بغائر نظر مسلمانوں کے تئیں ہندوستانی و اسرائیلی طرز حکومت کا جائزہ لیا جائے تو ہر مقام پر دونوں میں یکسانیت نظر آئیگی۔یعنی جس طرح سے صیہونیوں نے فلسطین میں مسلمانوں پر جبر و مظالم کے پہاڑ توڑے عین اسی طرح اسلام دشمن عناصر ہندوستانی مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرنے کی مسلسل مساعی فرمارہے ہیں۔آرایس ایس والوں نے باضابطہ طور پر ان صیہونیوں سے اس کی تربیت حاصل کی ہیں۔یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ بعد از ہندو پاک تقسیم بھی ہندوستان میں مسلمانوں کی اabadی کثیر ہے۔جس کے باعث یہ عناصر کل ہند طور پر اپنی جارحیت کا مظاہرہ کرنے سے قاصر ہیں۔انہیں اس امر کا علم ہے کہ ہندوستان میں بہت ایسی ریاستیں ہیں جہاں یہ جارحانہ رویہ خود ان ہی پر گراں گزر سکتا ہے۔شاید یہی سبب ہے کہ یہ راہ جبر و مظالم پہ فی زمانہ سست روی سے پیش قدمی فرمارہے ہیں۔ویسے بھی انہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ گیہوں کے ساتھ اگر کچھ گھن بھی پس جاتا ہے۔وہ اس امر سے واقف ہیں کہ ایسے کاموں میں یہ سب ہوتا ہی آیا ہے۔وہ اس امر سے بھی اچھی طرح واقف ہیں کہ مسلمان کون سی قوم ہے۔وہ اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ اگر وقت آجائے تو یہ صف شکن بھی ثابت ہوتی ہے اور جارح بھی۔اس امر کا مشاہدہ آج بھی یہ لوگ ارض فلسطین پر فرمارہے ہیں۔وہاں مسلمانوں کی تیس ہزار سے زاید اموات عمل پزیر ہو چکی ہیں۔پھر بھی اس نے خود سپردگی نہیں کی اور یہ مسلم قوم بدلے کی کاروائی آج بھی شروع رکھے ہے۔اسی قسم کا کچھ خوف ہے جو آج بھی ان آرایس ایس والوں کو کھل کر قتال مچانے سے باز رکھے ہے۔ورنہ اگر یہ مسلمانوں کی آبادی کم ہوتی تو یہ اب تک مسلمانوں کی کہانی تمام کئے ہوتے۔اب غور فرمانے کا نکتہ یہ ہے کہ یہ دشمنان اسلام جو بھی کررہے ہیں وہ سب کے سب عین اسی طرح انجام دے رہے ہیں جیسے صیہونی فلسطینیوں کے ساتھ کررہے ہیں۔چونکہ موجودہ حکومت ہند کے ارکان ایوان اور کارکنان صیہونیوں کے نقش قدم پر گامزن ہیں اس لئے رفتہ رفتہ مختلف میدان حیات میں مسلم دشمنی کے اظہار سے بھی باز نہیں آتے ہیں۔یہی سبب ہے کہ مسلم دشمنی میں انہوں نے ہندوستان کے ہندو نوجوانوں کو ان جنگی حالات میں بھی اسرائیل بھیج دیا۔

دراصل یہ صیہونی بہت بڑے مکار اور سازشی ہیں۔چونکہ ان کی آبادی پوری دنیا میں بہت مختصر ہے۔اس لئے وہ نہیں چاہتے کہ کسی بھی طرح ان کی قوم کی جان کا زیاں عمل پزیر ہو۔ابھی اسرائیل اور فلسطینیوں کے مابین جاری جنگ میں اسرائیلی فوج کی بھی ہلاکت کثیر تعداد میں عمل پزیر ہورہی ہے اور حکومت اسرائیل کے سر پر یہ ہلاکت گراں گزر رہی ہے۔اگر اسی طرح کچھ اور دن ان کی ہلاکت جاری رہی تو انہیں خوف ہے کہ ارض اسرائیل سے کہیں ان کا نام و نشان ہی نہ مٹ جائے۔یہی سبب ہے کہ اسے اپنے عزیز دوست یا شاگرد رشید ہندوستان کی یاد آئی اور اس نے کام کرنے کے لئے ایک لاکھ مزدور کا مطالبہ کر دیا۔چنانچہ ہندوستان نے خصوصاً ہندوستان کی ان ریاستوں نے جہاں بی جے پی کی حکومت ہے اپنی غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً اپنے استاد کے حکم کی تعمیل شروع کر دی۔ناچیز کو حقیقی تعداد کا تو علم نہیں ہے۔لیکن ہریانہ و راجستھان کی حکومت نے اپنی اپنی ریاست سے نوجوانوں کو کام کے نام پر وہاں بھیج دیا۔ستم در ستم یہ کہ اس کے اعداد و شمار وہ حکومت نہیں رکھ رہی ہے اسی کے باہم حکومت یہ بھی کہہ رہی ہے کہ لوگ اپنے طور پر گئے ہیں۔ان کے تئیں حکومت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔اس کا یہ معنی ہوا کہ حکومت ہند نے انہیں دانستہ مرنے کے لئے جانے دیا۔جبکہ حکومت اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ اسرائیل میں جنگ جاری ہے۔چنانچہ ان جانے والے ہندوستانیوں کی موت واقع ہوسکتی ہے۔موت تو ہوئی بھی۔جیسی کہ خبر موصول ہورہی ہے کہ وہاں ان مزدوروں میں دو کی موت واقعی ہو چکی ہے۔جس میں ایک کی تفصیل تو معلوم ہوئی ہے ایک کی نہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان سے جو اسرائیل نے مزدوروں کو بلایا ہے اس کا مقصد ہی انہیں جنگ میں جھونکنا تھا۔بات دراصل یہ ہے کہ اسرائیل کی جو رزرو فورس ہے وہ اس جنگ میں کودنے سے انکار کر چکی ہے۔دراصل وہ رزرو فورس کمپلسری تربیت والی ہے۔جس نے رسمی طور پر تو تربیت حاصل کی۔لیکن سارے فن حرب بھول چکی ہے۔یا پھر اسے اس میں شامل افراد میں جنگ لڑنے کی ہمت نہیں رہی ہے۔چنانچہ اسرائیل کو ہندوستان کی سوجھی اور فریب و لالچ کے بل پر حکومت ہند کے ذریعے یہاں کے بیکاروں کو بلا لیا۔اب قابل فہم امر یہ ہے کہ ہندوستان سے جانے والے مزدور تو غیر تربیت یافتہ ہیں۔وہاں اسرائیل کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ ہندوستانی مزدوروں کو جنگی تربیت دے۔پھر امریکہ کی جو فورس اسرائیل میں تھی۔خوفزدہ جو بائڈن نے انہیں اپنے ملک واپس بلا لیا۔اس کے بعد اسرائیل کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہ گیا کہ فوج میں نئی بھرتی کی جائے ایسے میں اسرائیل کی نئی نسل کو بھرتی کرنا اور اسے مکمل فوجی تربیت سے لیس کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔پھر بغیر تربیت یافتہ فوج کو راست طور پر میدان جنگ میں اتارنا یعنی موت کے منہ میں ہی جھونکنا تھا۔لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسرائیل کو اپنے ایک ایک عوام کی زندگی پیاری اور عزیز ہے۔چنانچہ اب اس کے پاس ایک راستہ بچا تھا کہ دوسرے ملک سے فوج بلائی جائے۔جس ملک میں جنگ جاری ہو اور غیر یقینی کا ماحول ہو وہاں کون ایسا ملک ہے جو اپنی فوج روانہ کرنے کے لئے راضی ہوگا۔چنانچہ اسرائیل کے پاس صرف ایک ہی راستہ تھا کہ ہندوستانی مذہبی منافرت رکھنے والی حکومت کے ذہن میں یہ بات داخل کی جائے کہ وہاں تو مسلمانوں کو ہی مارنا ہے۔جب حکومت ہند کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دی گئی تو حکومت ہند کے ذریعہ یہاں کے فرقہ پرست نوجوانوں کو یہی بات اچھی طرح سمجھا دی گئی کہ اسرائیل جا کر فلسطینیوں کو مارنا ہے جو مسلمان ہیں۔ہندوستان کے فرقہ پرست نوجوانان جوش میں ہوش کھو بیٹھے اور جانے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ان نوجوانوں کو یہ بات بھی سمجھائی گئی ہوگی کہ اسرائیل ٹکنولیائی قوت ہے اور اس کے علاوہ بھی اس کے پاس جدید بم بارود، میزائل، سب مرین اور ایف 15 جیسے جدید جنگی جہاز ہیں۔اس لئے میدان جنگ میں فلسطین کہاں کھڑا رہ سکے گا۔اس طرح تمہیں مال غنیمت بھی کثیر تعداد میں حاصل ہوجائیگا۔گویا خود حکومت ہند نے ہندوستانی نوجوانوں کے ساتھ دھوکا کیا۔اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت ہند نے ہندوستانی نوجوانوں کے دلوں میں مسلمانوں کے تئیں کس قدر نفرت کا زہر گھول رکھا ہے۔

اسلامی تہذیب

اسلامی تہذیب کو صحیح طریقے پر سمجھنا اب بہت مشکل ہو گیا ہے، اس کے دو سبب ہیں ایک تو یہ کہ کوئی دو سو برس سے یورپی تہذیب ایک پہاڑ کی طرح ہمارے سامنے آکر کھڑی ہوگئی اور مسلمانوں کی تہذیب کا جو کچھ حصہ تاتاریوں کے ظلم و ستم سے بچ رہا تھا وہ بھی ہماری نظر سے چھپ گیا، زمانے کی اس ناپاک کروٹ نے ہمارے معاشرے کو پیرس کی دوزخ انجام گلیوں کا نمونہ بنا دیا، مغرب والوں کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کی تقلید نے جس کا تمام تر انحصار عریانی، تکلف، تصنع اور خودرائی پر ہے، ہمارے رشیوں، منیوں اور صوفیوں سے بھری ہوئی سرزمین کو تہ و بالا کر دیا اور مغربی تہذیب نے ہمارے دلوں میں گھر بنانا شروع کر دیا اور ہم اپنی تہذیب و تمدن سے اتنے غافل ہو گئے ہیں کہ ہماری اس نئی روایتی وضع داری سے حیا اور سادگی کا دیوالیہ نکل گیا۔اس نئی ناپائدار تہذیب کی لعنتوں پر ہر جان قربان ہے، ہر آنکھ شیدا اور ہر دماغ ان کا سودائی، ہر دل میں ان کا گھر ہے، اور ہر سر میں ان کا جنون، سڑک پر خود فروشی ہورہی ہے۔آہ ایسا کیوں؟ جن رنگوں سے اسلامی تہذیب کی تصویر بنی تھی۔وہ رنگ کیوں پھیکے پڑ گئے؟ جس مشعل کی روشنی سے سارا جہاں روشن ہے وہ قندیل ہم کو کیوں نظر نہیں آتی؟

اس لئے کہ باطل نے ہم پر غلبہ پالیا اور ہمیں زنجیریں پہنا دی ہیں کہ ہم بے حس و حرکت ہو گئے ہیں اور اپنے غافل ہو گئے ہیں کہ اسلام کا نام لے کر ہم شرم سی محسوس کرتے ہیں، ہم میں اتنی جرأت نہیں رہی کہ ہم اسلام کا نعرہ باآواز بلند لگائیں، دل کی آگ کو آنسوؤں سے بجھانا چاہتے ہیں؛ لیکن وہ اتنے نہیں کہ اس آگ کو بجھا سکیں اور دل کو قرار آسکے (ماخوذ)

Scanned with CamScanner

اسلامی نظام تعلیم اور عصری ضرورت

پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی

وہ افلاطون، ارسطو اور سقراط کے افکار تک پہنچتے چلے گئے۔

اس کے نتیجہ میں مسلمانوں میں نئے افکار اُبھرے، قدیم طرز فکر میں ٹوٹ پھوٹ ہوئی، مسلم معاشرے کے اندر ایسے طبقے بھی وجود میں آئے جو قرآن وحدیث کی سادہ تعلیمات کے علی الرغم کچھ ایسے پیچیدہ تصورات لے کر کے آئے جو معاشرے میں ہیجان برپا کرنے والے تھے۔ اس کے ردعمل میں مسلمانوں نے ایک پورا فن تیار کرلیا جس کو علم کلام کہا جاتا ہے۔ اس کے ذریعہ انھوں نے نئے چیلنجز کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے منطق وفلسفہ کو بھی پڑھا جو عجم سے اُبھرا تھا اور ہمارا پورا نظام تعلیم اس فلسفہ اور منطق سے حد درجہ متاثر ہوا۔ یہ اس عہد کی ضرورت تھی، مگر اب وقت بدل گیا ہے۔ آج کوئی نہیں پوچھتا کہ صفات عین ذات ہیں یا غیر ذات ہیں۔ قرآن مخلوق ہے غیر مخلوق ہے۔ ماضی کے جو چیلنجز تھے ان کا سامنا کرنے کے لیے مسلمان تیار ہوئے اور انھوں نے اپنے علماء کو، اپنے طالب علموں کو مدارس میں تیار کیا۔ اسی طرح انھوں نے یونانی اور ہندی ریاضی کو پڑھا اور سمجھا پھر اس کو ایک نظام فن کی شکل دیا اور الجبرا ایجاد کیا۔ مسلمانوں نے یونانی طب کا بغور مطالعہ کیا اور اس کو ایک فن کی حیثیت سے نہ صرف متعارف کرایا بلکہ علم الادویہ اور جراحی میں نئے تجربات کیے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ میں جو پہلے دو میڈیکل کالج اٹلی اور فرانس میں قائم ہوئے اس میں مسلم اطباء مثلاً الزہراوی، ابن سینا اور الرازی کی کتابوں کے لاطینی ترجمے داخل نصاب کیے گئے۔ ہم اس بات کی قدر کرتے ہیں کہ ہمارے اسلاف نے نہ صرف قرآن وحدیث کو دنیا کے سامنے پیش کیا بلکہ معاصر افکار ونظریات کو سمجھا اور ان کے علمی ورثہ سے پورا استفادہ کیا۔ پھر ایسے علوم ایجاد کیے جو اسلامی معاشرہ کو علمی طور پر مستحکم بھی کر سکتے تھے اور خارج کے حملوں کا علمی جواب بھی دے سکتے تھے۔ لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب اسلامی تمدن کا غلبہ تھا اور مسلمانوں کی حکومت غالب تھی۔ وقت گزرتا چلا گیا، مسلمانوں کی سیاسی قوت زوال پذیر ہوتی چلی گئی اور اب ہم ایسے زمانے میں آگئے ہیں کہ جہاں مسلمان یا تو اقلیت میں ہیں اور اگر مسلمانوں کی حکومتیں بھی ہیں تو عالمی طاقتوں کے سامنے وہ سرنگوں ہو چکی ہیں۔ سیاسی کمزوری اور فکری کمزوری ایک ساتھ مسلمانوں کے اوپر سایہ فگن ہو چکی ہے۔ ایسے حالات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم یہ غور کریں کہ ہم اپنی نسل کو کس طرح تیار کریں کہ وہ مقامی وعالمی حملوں کا جواب دے سکے اور بدلتے ہوئے حالات میں مسلمانوں کی علمی فکری رہنمائی کر سکے۔

یہ نصب العین مسلمانوں کا ہونا چاہیے کہ جو علم ان کے پاس نہیں ہے اس کو وہ حاصل کریں۔ مدارس اسلامیہ کو پہلی توجہ اس بات پر دینی چاہیے کہ جو علوم ہمارے پاس موجود ہیں وہ تو ہمارے ہیں اور جو علوم دوسرے لوگ جانتے ہیں وہ بھی ہماری میراث ہے۔ اس لیے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الکلمة الحکمة ضالة المؤمن فحیث وجدها فهو احق بها** (ترمذی وابن ماجہ) حکمت کی بات تو مومن کی گمشدہ میراث ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی پائے گا اسے حاصل کرے گا۔ خواہ انڈیا میں، چائنا میں، برطانیہ میں، امریکہ میں، فرانس میں کہیں بھی وہ پائے گا وہاں جا کر اسے حاصل کرلے گا۔ امت مسلمہ کی شان یہ ہے کہ وہ علم کی متلاشی رہے گی۔ ثریا پر بھی اگر علم ہوگا تو مسلمان اس کو حاصل کرلیں گے۔ مسلم امت کو یہ طے کر لینا چاہیے کہ علم کے معاملہ میں ان کے سامنے کوئی باؤنڈری نہیں، کوئی جغرافیہ نہیں اور کوئی دیوار نہیں ہے۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی تعمیر وترقی کے لیے ضروری علوم موجود ہے تو اسے حاصل کرنا مسلمانوں کا نصب العین ہے۔ یہی قرآن وسنت کی تعلیم وتلقین ہے۔ قرآن وحدیث اور فقہ کے علاوہ جو علوم ہماری دینی جامعات میں پڑھائے جاتے ہیں وہ اگر زمانہ اور حالات کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے محمد ومعاون ہیں تو ان کو بدلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر ان چیلنجز کا مقابلہ کرنے میں معاون نہیں ہیں تو ایسے علوم اور ایسے فنون کو اختیار کرنا چاہیے جن سے ہم حالات کا مقابلہ کرسکیں اور بدلتی ہوئی دنیا میں اسلام کے نفوذ کی راہیں تلاش کرسکیں۔ مثال کے طور پر قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالی نے رسول کریم کے لیے کہا ہے کہ **قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ** (الرعد:۴۳) اللہ تبارک وتعالی نے رسالت محمدی پر کہا کہ ایک تو اللہ کی شہادت کافی ہے ہمارے تمہارے درمیان۔ دوسری گواہی ان لوگوں کی ہے جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔ یعنی جو توریت اور انجیل کے حامل ہیں یعنی یہود ونصاری۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاری کو اور ان کی کتابوں کو اپنی رسالت اور اپنی دعوت کی گواہی کے طور پر پیش کیا۔ کیا وہ گواہی ان کتابوں میں آج موجود ہے اور یہ لوگ گواہی دینے کے لیے تیار ہیں؟ سب جانتے ہیں کہ رسول اللہ کے زمانے میں بھی سب سے زیادہ رسول کریم کو اہل کتاب نے ہی جھٹلایا بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ **هولاء اهدى من الذين آمنوا سبيلا**- (کفار زیادہ ہدایت یاب ہیں ان مسلمانوں کے مقابلہ میں) مسلمانوں کو یہ جاننا چاہیے کہ جس گواہی کا حوالہ قرآن مجید میں دیا گیا ہے۔ وہ توریت اور انجیل میں کہاں ہے؟ قرآن کریم کے ان مقامات کو سمجھنا توریت وانجیل کے گہرے مطالعہ پر منحصر ہے۔

ماضی میں ہمارے علماء نے توریت وانجیل کا علم حاصل کرنے میں بڑی محنت کی ہے۔ مثلاً امام ابن تیمیہ کی ایک کتاب ہے **الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح**- چار جلدوں میں چودہ سو صفحات کی کتاب ہے۔ امام ابن تیمیہ نے عبرانی زبان حاصل کی اور عیسائیت کی کتابوں کو اور اہل کتاب کی تاریخ کو اس اور طرح پڑھا جس طرح قرآن وحدیث کو پڑھتے ہیں اور اس کے بعد انھوں نے مذاہب کی دنیا میں وہ عظیم کتاب لکھی جس کا آج تک کوئی جواب نہیں بن سکا۔ یہ کارنامہ امام ابن تیمیہ نے انجام دیا۔

ہندوستان میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب نے یہودیت، عیسائیت کا گہرا مطالعہ کیا۔ ان کی کتاب اظہار الحق اردو، فارسی، عربی، ترکی اور انگریزی سب میں موجود ہے۔ انھوں نے عیسائیت کی ایک ایک کتاب کو اور انجیل کے نسخوں کو پڑھنے کے بعد اسے تیار کیا ہے۔ انھوں نے عیسائیوں سے تاریخی مناظرہ کیا اور عیسائیت کے حملوں کا دفاع کیا۔ یہ ضرورت آج بھی باقی ہے کہ دوسرے مذاہب کا مطالعہ ہم موضوعی طریقہ سے کریں۔

آج علمی وفکری سطح پر جو پسپائی مسلمانوں نے اختیار کی ہے اب اس سے باہر نکلنے کی ضرورت ہے۔ مسلمان اساتذہ اور مسلمان علماء آگے بڑھیں اور دوسرے مذاہب کا اس طرح مطالعہ کریں کہ جس طرح وہ ہمارے مذہب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ صرف سرسری اور اخباری مطالعہ کافی نہیں ہے بلکہ تحقیقی اور تنقیدی مطالعہ، گہرائی اور گیرائی کے ساتھ ضروری ہے۔ ان مذاہب کو پڑھنا ہمارے مدارس کے نصاب کا حصہ ہونا چاہیے، جو مدارس میں اس وقت بالکل نہیں ہو رہا ہے۔ دوسرے مذاہب کو ہم نے پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کی تو ہم اپنے مذہب کی نمائندگی نہیں کرسکیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں کہا گیا ہے: **وما أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لهم** (ابراہیم:۴) ہم نے جس رسول کو بھی دنیا میں بھیجا وہ اس قوم کی زبان میں بھیجا تاکہ وہ قوم کی زبان میں وضاحت کرسکے۔

ہندوستان کثیر لسانی ملک ہے۔ بائیس زبانیں تو وہ ہیں جو سرکاری کہلاتی ہیں۔ یہاں ہر صوبے اور ہر علاقے کی زبان الگ ہے۔ ہمارے مدارس میں عام طریقے سے اردو کے بعد صرف عربی پڑھائی جاتی ہے۔ انبیائی مشن یہ ہے کہ انبیاء قوم کی زبان میں لوگوں سے خطاب کرتے تھے۔ کہیں ایسا نہیں ہوا کہ فارسی بولنے والی قوم میں اردو بولنے والا نبی آیا ہو اور عربی بولنے والی قوم میں عبرانی بولنے والا نبی آیا ہو۔ مگر آج ہمارے علماء اور وارثین انبیاء نے اس نکتہ کو فراموش کردیا۔ ہمارے مدارس لسان قوم کی تعلیم وتربیت اپنے طلبہ کو نہیں دیتے۔ مثال کے طور پر تلنگانا کی زبان تیلگو ہے تو مدارس کے بچے کو تیلگو آنی چاہیے۔ تاکہ جس علاقے میں وہ جائے وہ نبی کی سنت کو اور نبی کی دعوت کو وہ عوام تک پہنچا سکے۔ اگر ہندی علاقے میں کوئی مدرسہ قائم ہے تو وہاں ہندی اور سنسکرت طلبہ کو بہت اچھی آنی چاہیے۔ دنیا کی تمام زبانوں کے بارے میں خالق کائنات نے اصولی بات یہ فرمائی کہ **وَمِنْ آيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ** (الروم:۲۲)۔ یہ ساری زبانیں اللہ کی آیات اور اللہ کی نشانیاں ہیں۔ اس کے باوجود مدارس نے کیوں اصرار کیا کہ جو زبان ہم جانتے ہیں لوگ آ کر اس کو سیکھیں۔ مدعو کی زبان کو ہم نے سیکھنے اور سکھانے کی اپنے مدارس میں کوشش کیوں نہیں کی۔ یہ غلطی ہم ماضی سے کرتے چلے آرہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ جس علاقے کی، جس ریاست کی جو زبان ہو اس کو اگر ہم سمجھیں اور جانیں اور ان لوگوں کی تہذیبی قدروں کو اور ان کی جڑوں کو ہم سمجھنے کی کوشش کریں تو ہم قرآن کریم کی دعوت کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو یہاں کی عوام تک پہنچا سکیں گے۔

خلاصہ یہ کہ تعصب اور تنگ نظری کے ساتھ اسلام کی نمائندگی نہیں ہوسکتی۔ یہ کسی علمی ادارہ کے لیے مفید نہیں ہے۔ مدارس کو اپنے دروازے دوسرے مسلکوں اور مشربوں کے لیے اور برادران وطن کے لیے کھولنے چاہیے۔ اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اور اس آفاقی مذہب میں تمام عصری چیلنجز کا جواب دینے کا حوصلہ ہے لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب ہم اس کے لیے اپنے طلبہ اور علماء کو تیار کریں۔ قرآن پاک میں جن علوم کا تذکرہ اجمالاً آیا ہے ان کو تفصیل سے سمجھنا اور عصری تحقیقات سے استفادہ کرنا اہل مدارس کے لیے سعادت اور خوش بختی ہے۔ مدارس کا نظام اور نصاب تعلیم طلبہ کو راسخ العقیدہ مسلمان اور مکمل انسان بنانے پر توجہ دے۔ ان کو مستقبل کا سفیر بنائے ماضی کا اسیر نہیں۔ یہ کام بڑے مدارس کریں گے تو چھوٹے مدارس ان کی پیروی کریں گے۔

روزہ کا دل پر اثر

سیدہ فاطمہ النساء، حیدرآباد

آج انسان جدید زندگی کے مخصوص حالات کی بدولت شدید تناؤ یا ہائپر ٹینشن (Hypertension) کا شکار ہے۔ رمضان کے ایک ماہ کے روزے بطور خاص ڈائسٹا لک پریشر کو کم کر کے انسان کو بے پناہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔ خلیوں (Cells) کے درمیان (Intercellular) مائع کی مقدار میں کمی کی وجہ سے ٹیشو (Tissue) یعنی بافتوں پر دباؤ یا عام فہم میں ڈائسٹا لک (Diastolic) دباؤ دل کے لیئے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ دل میں روزہ کے دوران خون کی مقدار میں کمی ہو جاتی ہے۔ یہ اثر دل کو انتہائی فائدہ مند آرام مہیا کرتا ہے۔ روزے کے دوران ڈاکٹا لک پریشر ہمیشہ کم سطح پر ہوتا ہے یعنی اس وقت دل آرام کی صورت میں ہوتا ہے۔

روزہ کے دوران خون پر فائدہ مند اثرات: روزے کا سب سے اہم اثر دوران خون پر اس پہلو سے ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اس سے خون کی شریانوں پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اس حقیقت کا علم عام ہے کہ خون کی شریانوں کی کمزوری اور فرسودگی کی اہم ترین وجوہات میں سے ایک وجہ خون میں باقی (Remnants) کا پوری طرح تحلیل نہ ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف روزے میں بطور خاص افطار کے وقت کے نزدیک خون میں موجود غذائیت کے تمام ذرے تحلیل ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچتا۔ اس طرح خون کی شریانوں کی دیواروں پر چربی یا دیگر اجزا جم نہیں پاتے اس طرح شریانیں سکڑنے سے محفوظ رہتی ہیں۔ چنانچہ موجودہ دور کی انتہائی خطرناک بیماریوں جس میں شریانوں کی دیواروں کی سختی (Arteriosclerosis) نمایاں ترین ہے، اس سے بچنے کی بہترین تدبیر روزہ ہی ہے۔ چونکہ روزے کے دوران گردے جنہیں دوران خون ہی کا ایک حصہ سمجھا جا سکتا ہے آرام کی حالت میں ہوتے ہیں۔ لہذا انسانی جسم کے ان اعضاء کی بحالی بھی روزے کی برکت سے بحال ہو جاتی ہے۔

خلیہ (Cell) پر روزہ کا اثر: خلیاتیات کے علم کے نکتہ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ لعاب بنانے والے (Pituitary Gland) غدود، گردن کے غدود تیموسیہ (Thyroid) اور لبلبہ (Pancreas) کے غدود شدید بے چینی سے ماہ رمضان کا انتظار کرتے ہیں تا کہ روزے کی برکت سے کچھ ستانے کا موقع حاصل کرسکیں اور مزید کام کرنے کے لئے اپنی توانائیوں کو جلا دے سکیں۔ روزے کا سب سے اہم اثر خلیوں کے درمیان اور خلیوں کے اندرونی سیال (Fluid) مادوں کے درمیان توازن کو قائم پذیر رکھنا ہے۔ چونکہ روزے کے دوران مختلف سیال مقدار میں کم ہو جاتے ہیں (بقیہ: ص ۱۳ ر پر)

Scanned with CamScanner

دنیا کے دو بڑے فتنے

مولانا محمد یوسف بنوریؒ

آج کل دنیا طرح طرح کے فتنوں کی آماج گاہ بنی ہوئی ہے، ان سب فتنوں میں ایک بنیادی اور بڑا فتنہ ''پیٹ'' کا ہے، شکم پروری انسانی زندگی کا اہم ترین مقصد بن کر رہ گیا ہے، ہر شخص کا شوق یہ ہے کہ لقمہ تر اس کی لذت کام ودہن کا ذریعہ بنے اور یہ فتنہ اتنا عالم گیر ہے کہ بہت کم افراد اس سے بچ سکے ہیں، تاجر ہو یا ملازم، اسکول کا ٹیچر ہو یا کالج کا پروفیسر، دینی درس گاہ کا مدرس ہو یا مسجد کا امام، اس آفت میں سب ہی مبتلا نظر آتے ہیں، ہاں! فرق مراتب ضرور ہے، زہد وقناعت، ورع وتقوی اور اخلاص وایثار جیسے اخلاق وفضائل اور ملکات کا نام ونشان نہیں ملتا، اسی کا نتیجہ ہے کہ آج پورا عالم ساز وسامان کی فراوانی کے باوجود حرص وآرزو، طمع ولالچ اور طلبی وشکم پروری کی بھٹی میں جل رہا ہے اور کرب واضطراب، بے چینی وبے اطمینانی اور حیرت وپریشانی کا دھواں چہار سمت پھیلا ہوا ہے۔

دراصل اس فتنہ جہاں سوز کا بنیادی سبب یہی ہے، جس کی نشان دہی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، آخرت کا یقین بے حد کمزور اور آخرت کی نعمتوں اور راحتوں کا تصور تقریباً ختم ہو چکا ہے، مادی نعمتیں اور ان کا تصور اس قدر غالب ہے کہ روحانی قدریں مضمحل ہو چکی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج انسانوں کی چھوٹائی بڑائی، عزت وذلت اور بلندی وپستی کی پیائش ''إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ'' کے پیانے سے نہیں ہوتی، بلکہ ''پیٹ'' اور ''جیب'' کے پیانے سے ہوتی ہے، مادیت کے اس سیلاب میں پہلے ایمان ویقین رخصت ہوا، پھر انسانی اخلاق ملیا میٹ ہوئے، پھر اسوۂ نبوت سے وابستگی کمزور ہو کر ''اعمال صالحہ'' کی فضا ختم ہوئی، پھر معاشرت ومعاملات کی گاڑی لائن سے اتری، پھر سیاست وتمدن تباہ ہوا اور اب مادیت کا یہ طوفان انسانیت کو بہیمیت کے گڑھے میں دھکیل رہا ہے، انفرادی بے اصولی اور آوارگی وبے راہ روی اور بے رحمی وشقاوت کا وہ دور دورہ ہے کہ الامان والحفیظ!

الغرض! اس ''پیٹ'' کے فتنے نے ساری دنیا کی کایا پلٹ ڈالی ہے، دنیا بھر کے عقلاء ''پیٹ'' کی فتنہ سامانی کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں، وہ اس فتنہ کے ہولناک نتائج کا تدارک بھی کرنا چاہتے ہیں، مگر صد حیف کہ علاج کے لیے ٹھیک وہی چیز تجویز کی جاتی ہے جو خود سبب مرض ہے، درحقیقت انبیاء علیہم السلام ہی انسانیت کے نباض ہیں اور انہیں کا تجویز کردہ علاج اس مریض کے لیے کارگر ہوتا ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہول ناک مرض کی تشخیص بہت پہلے فرما دی تھی، چناں چہ ارشاد فرمایا: بخدا! مجھے تم پر فقر کا اندیشہ قطعاً نہیں، بلکہ اندیشہ ہے کہ تم پر دنیا پھیلائی جائے، پھر تم پہلوں کی طرح ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو، پھر اس نے جیسے ان کو برباد کیا تمہیں بھی برباد کر ڈالے۔ (بخاری ومسلم)

لیجیے! یہ تھا وہ نقطہ آغاز جس سے انسانیت کا بگاڑ شروع ہوا یعنی دنیا کو نفیس اور قیمتی چیز سمجھنا اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اس پر جھپٹنا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشخیص پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس کے لیے ایک جامع نسخہ شفا بھی تجویز فرمایا، جس کا ایک جز اعتقادی ہے اور دوسرا عملی، اعتقادی جز یہ ہے کہ اس حقیقت کو ہر موقع پر مستحضر رکھا جائے کہ اس دنیا میں ہم چند لمحوں کے مہمان ہیں، یہاں کی ہر راحت وآسائش بھی فانی ہے اور ہر تکلیف ومشقت بھی ختم ہونے والی ہے، یہاں کے لذائذ وشہوات، آخرت کی بیش بہا نعمتوں اور ابد الآباد کی لازوال راحتوں کے مقابلہ میں کالعدم اور ہیچ ہیں۔ قرآن کریم اس اعتقاد کے لیے سراپا دعوت ہے اور قرآن میں سینکڑوں جگہ اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے، سورۂ اعلیٰ میں نہایت بلیغ مختصر اور جامع الفاظ میں اس پر متنبہ فرمایا: کان کھول کر سن لو! کہ تم آخرت کو اہمیت نہیں دیتے بلکہ دنیا کی زندگی کو اس پر ترجیح دیتے ہو، حالاں کہ آخرت (دنیا سے) بدرجہا بہتر اور لازوال ہے۔ (سورۂ اعلیٰ: ۱۶، ۱۷)

اور عملی حصہ اس نسخہ کا یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری میں مشغول ہوا جائے اور بطور پرہیز کے حرام اور مشتبہ چیزوں کو زہر سمجھ کر ان سے کلی طور پر پرہیز کیا جائے، یہاں کے لذائذ وشہوات میں انہماک سے کنارہ کشی اختیار کی جائے، دنیا کا مال واسباب، زن وفرزند خویش واقرباء اور قبیلہ وبرادری کے سارے قصے، زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت سمجھ کر صرف بقدر ضرورت ہی اختیار کیے جائیں، ان میں سے کسی چیز کو بھی دنیا میں عیش وعشرت اور لذیذ وتنعم کی زندگی گزارنے کے لیے اختیار نہ کیا جائے اور نہ یہاں کی عیش کوشی کو زندگی کا مقصد اور موضوع بنایا جائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: عیش وعشرت سے پرہیز کرو، کیوں کہ اللہ کے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل واصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی اور معیار زندگی کو اول سے آخر تک دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی نعمتوں سے دل بستگی سراسر جنون ہے، صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ مروی ہے کہ کچھ لوگوں پر ان کا گذر ہوا، جن کے سامنے بھنا ہوا گوشت رکھا تھا، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کھانے کی دعوت دی، آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا اور فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی''۔ مہینوں پر مہینے گزر جاتے، مگر کاشانہ نبوت میں نہ رات کو چراغ جلتا، نہ دن کو چولہا گرم ہوتا، پانی اور کھجور پر گذر بسر ہوتا، وہ بھی کبھی میسر آتیں، کبھی نہیں، تین تین دن کا فاقہ ہوتا، کمر سیدھی رکھنے کے لیے پیٹ پر پتھر باندھے جاتے اور اسی حالت میں جہاد وقتال کے معرکے ہوتے، الغرض زہد وقناعت، فقر وفاقہ، بلند ہمتی وجفاکشی اور دنیا کی آرائشوں سے بے رغبتی اور نفرت وبے زاری سیرت طیبہ کا طغرائے امتیاز تھی۔

اپنی حالت کا اس ''پاک زندگی'' سے مقابلہ کرنے کے بعد ہم میں سے ہر شخص کو شرم آنی چاہیے، ہمارے یہاں سارا مسئلہ روٹی اور پیٹ کا ہے اور وہاں یہ سرے سے کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا، ظاہر ہے کہ یہ زندگی بالقصد اختیار کی گئی تھی، تا کہ آئندہ نسلوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہو جائے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو آپ کو من جانب اللہ کیا کچھ نہ دیا جا سکتا تھا؟ مگر دنیا کا یہ ساز وسامان، جس کے لیے ہم مر کھپ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس قدر حقیر وذلیل ہے کہ ان کے زہد وقناعت اور دنیا سے بے رغبتی اور بے زاری میں فرق نہیں آتا، ان کے پاس جو کچھ تھا، دوسروں کے لیے تھا، اپنے نفس کے لیے کچھ نہ تھا۔ الغرض یہ ہے فتنہ پیٹ کا صحیح علاج، جو انبیا علیہم السلام اور بالخصوص سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا اور اگر انسان اس سے بچ نکلے تو ان شاء اللہ ''شہوت فرج'' کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا کہ یہ خرمستی پیٹ بھرے آدمی کو ہی سوجھتی ہے، بھوکا آدمی اس کی آرزو کب کرے گا؟ ان ہی دو شہوتوں سے بچنے کا نام اسلام کی اصطلاح میں تقویٰ ہے، جس پر بڑی بڑی بشارتیں دی گئی ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح ضعیف مریض کو بقائے حیات کے لیے ہلکی پھلکی معمولی غذا کا مشورہ دیا جاتا ہے اور زبان کے چسکے سے بچنے کی سخت تاکید کی جاتی ہے، تا کہ مطلوبہ اعلیٰ صحت نصیب ہو بس یہی حیثیت اسلام کی نظر میں دنیا کی ہے۔

بقیہ: روزہ کا دل پر اثر ....

خلیوں کے عمل میں بڑی حد تک سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لعاب دار جھلی کی بالائی سطح سے متعلق خلیے جنہیں اپی تھیلیل (Epithelial) سیل کہتے ہیں اور جو جسم کی رطوبت کے متواتر اخراج کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان کو بھی صرف روزے کے ذریعے بڑی حد تک آرام اور سکون ملتا ہے جس کی وجہ سے ان کی صحت مندی میں اضافہ ہوتا ہے۔

روزہ کا اعصابی نظام (Nervous System) پر اثر اس حقیقت کو پوری طرح سمجھ لینا چاہئے کہ روزے کے دوران چند لوگوں میں چڑ چڑاپن اور بے دلی کا اعصابی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس قسم کی صورت حال ان انسانوں کے اندر انانیت (Ego) یا طبعیت کی سختی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف روزے کے دوران اعصابی نظام مکمل سکون اور آرام کی حالت میں ہوتا ہے۔ عبادات کی بجا آوری سے حاصل شدہ تسکین ہماری تمام کدورتوں اور غصے کو دور کر دیتی ہے۔ اس سلسلے میں زیادہ خشوع وخضوع اور اللہ رب العزت کی مرضی کے سامنے سرنگوں ہونے کی وجہ سے تو ہماری پریشانیاں بھی تحلیل ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس طرح آج کے دور کے شدید مسائل جو اعصابی دباؤ کی صورت میں ہوتے ہیں تقریباً مکمل طور پر ختم ہو جاتے ہیں۔ روزہ اور وضو کے مشترکہ اثر سے جو مضبوط ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اس سے دماغ میں دوران خون کا بے مثال توازن قائم ہو جاتا ہے جو صحت مند اعصابی نظام کی نشاندہی کرتا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کیا گیا کہ اندرونی غدودوں کو جو آرام اور سکون ملتا ہے وہ پوری طرح سے اعصابی نظام پر اثر پذیر ہوتا ہے جو روزے کا اس انسانی نظام پر ایک احسان ہے۔ انسانی تحت الشعور جو رمضان کے دوران عبادت کی مہربانیوں کی بدولت صاف وشفاف اور تسکین پذیر ہو جاتا ہے، اعصابی نظام سے ہر قسم کے تناؤ اور الجھن کو دور کرنے میں مدد دیتا ہے۔

خون کی تشکیل اور روزہ کی لطافتیں: خون ہڈیوں کے گودے میں بنتا ہے۔ جب کبھی جسم کو خون کی ضرورت پڑتی ہے ایک خود کار نظام ہڈی کے گودے کو حرکت پذیر (Stimulate) کر دیتا ہے۔ کمزور اور لاغر لوگوں میں یہ گودہ بطور خاص نسبت حالت میں ہوتا ہے۔ روزے کے دوران جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں تو ہڈیوں کا گودہ حرکت پذیر ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں لاغر لوگ روزہ رکھ کر آسانی سے اپنے اندر زیادہ خون پیدا کر سکتے ہیں۔ چونکہ روزے کے دوران جگر کو ضروری آرام مل جاتا ہے۔ یہ ہڈی کے گودے کے لیئے ضرورت کے مطابق اتنا مواد مہیا کر دیتا ہے جس سے باآسانی اور زیادہ مقدار میں خون پیدا ہو سکے، بہر حال یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص خون کی پیچیدہ بیماری میں مبتلا ہو اسے طبی معائنہ اور ڈاکٹر کی تجویز کو ملحوظ خاطر رکھنا ہی پڑے گا۔ اس طرح روزے کی برکت سے حیاتیاتی اضافہ کے ذریعے ایک دبلا پتلا شخص اپنا وزن بڑھا سکتا ہے۔ اسی طرح موٹے اور فربہ لوگ بھی صحت پر روزے کی عمومی برکات کے ذریعے اپنا وزن کم کر سکتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرنی چاہئے اللہ تعالی کا ارادہ تمھارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالی کی دی ہوئی ہدایت پر اسکی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو'' (سورۃ البقرۃ: 185) روزے کے حکم سے یہ مقصود نہیں ہے کہ انسان کا فاقہ کرنا اور اپنے جسم کو تکلیف ومشقت میں ڈالنا کوئی ایسی بات ہے جس میں پاکی ونیکی ہے، بلکہ ان عبادتوں سے تمام تر مقصود نفس انسانی کی اصلاح وتربیت ہے۔ اللہ رب العزت تو ہر حال میں انسان کی پکار سننے والا اور اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے۔ ایمان واخلاص کے ساتھ جب کبھی ہم اپنے رب العزت کو پکاریں گے، ہمارے رب کا دروازہ رحمت ہم پر کھل جائے گا۔ قرآن مجید نے حکم صیام کے موقع پر ہم کو صوم کے تین نتائج کی اطلاع دی ہے: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرۃ، 183- تا کہ تم متقی ہو) لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ (البقرۃ، 185) تا کہ تم اس عطائے ہدایت پر خدا کی تکبیر وتقدس کرو) وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (البقرۃ 185) تا کہ تم اس نزول خیر وبرکت اور اس عطائے فرقان پر خدا کا شکر بجالاؤ)

اس سے ثابت ہوا کہ صوم کی حقیقت تین اجزا سے مرکب ہے، اتقاء، تکبیر وتقدس، اور حمد وشکر، پس جس طرح حقیقت مرکبہ کا وجود عین اجزا کا وجود ہے کہ بغیر وجود اجزا حقیقت معدوم ہے، اسی طرح صوم بغیر وجود اجزائے ثلاثہ مذکور معدوم ومفقود ہے، آیئے اب دوبارہ آیت نمبر 184 کے آخری حصہ کو دوبارہ یاد کریں اور قرآن کے پاک کے معجزے کی مسرت سے لطف اندوز ہوں۔ اگر تم سمجھو (یعنی اگر تم جسم کے حیاتیاتی علم کو سمجھو تو تمہارے حق میں یہ اچھا ہے کہ تم روزہ رکھو۔ (چاہے اس میں تمہیں مشکلات بھی نظر آئیں۔)

خداوند عالم اپنی ہر رحمت تمام روزے داروں کو نصیب فرمائے موسم کا پھل ہر ایک کی دسترس میں ہو۔ ہر فرد شکم سیر ہو کر عبادات بجالا سکے۔۔۔۔۔ ایمان سے دل روشن ہوں۔ اور روزے جیسی عبادت کو بغیر ریا کاری کے مکمل معنویت کے ساتھ ہم سب ادا کر سکیں۔ آمین

Scanned with CamScanner

اسلام میں انسانوں کے بنیادی حقوق

ڈاکٹر نصرت فاطمہ

اسلام کے عطا کردہ تصور حقوق انسانی کا پہلا امتیاز یہ ہے کہ اس نے مٹی سے پیدا کر کے انسان کو قابل احترام وجود بتایا۔قرآن مجید نے احترام انسانیت پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور اسے اس کائنات کی سب سے محترم اور مکرم ہستی قرار دیا ہے۔اس کی عظمت اور شرف وکرم کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (البقرہ:۳۴)(پھر جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے جھک جاؤ، دوسری آیت میں بتایا کہ اللہ تعالی نے اس خاک کے پتلے میں اپنی روح پھونکی اور اسے مسجود ملائک بنایافَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ (الحجر:۲۹)جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔مخلوقات میں سب سے محترم ذات انسان کی ہے۔تمام مخلوقات میں اسے بہترین ساخت پر پیدا کیا گیا ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے:لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (التین:۴)(اور ہم نے انسانوں کو بہترین ساخت پر پیدا کیا)۔

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اسے شرف وفضیلت سے نوازا گیا، بے شمار نعمتیں عطا کی گئیں، زمین وآسمان کی ساری چیزیں مسخر کر کے اس کی خدمت میں لگادی گئیں۔ارشاد باری تعالی ہے: ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی اور تری میں سواریاں عطا کیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔(بنی اسرائیل:۷۰)سورہ لقمان میں ارشاد ربانی ہے:اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (لقمان:۲۰)کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین وآسمان کی ساری چیزیں تمہارے لئے مسخر کر رکھی ہیں۔تصور حقوق انسانی کا دوسرا امتیازی پہلو یہ ہے کہ اسلام نے بتایا کہ انسانوں پر انسانوں کے حقوق کیا ہیں؟ان کی ادائیگی اور پاس داری کس طرح کی جائے اور نہ ادا کرنے کی صورت میں کس طرح کی تباہیاں آتی ہیں اور انسانی دنیا کا امن وسکون کس طرح غارت ہو جاتا ہے: قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالی نے اپنے حق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کی ہے۔بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر فرمایا گیا:اور یاد کرو اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا،لوگوں سے بھلی بات کہنا،نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا،مگر تھوڑے آدمیوں کے سوا تم سب اس عہد سے پھر گئے اور اب تک پھرے ہوئے ہو، پھر ذرا یاد کرو ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا اور نہ ایک دوسرے کو گھر سے بے گھر کرنا تم نے اس کا اقرار کیا تھا اور تم خود اس پر گواہ ہو۔(البقرہ:۸۳/۸۴)

اسلام حقوق انسانی کے تعلق سے اپنے ماننے والوں کو یہ تصور دیتا ہے کہ حقوق کی حفاظت اور ادائیگی کے باب میں کسی طرح کی کوئی تفریق روا نہیں ہے۔ ہر ایک کو جان، مال،عزت آبرو کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔ ہر کوئی آزادی اظہار رائے رکھتا ہے۔ مساوات اور عدل وانصاف ہر شخص کا بنیادی حق ہے،اسلام اپنے پیروؤں کو سخت تاکید کرتا ہے کہ وہ حقوق انسانی کی ادائیگی میں رنگ ونسل، مذہب وملت، کالے گورے اور اپنے پرانے کی بنیاد پر کوئی امتیازی سلوک نہ کریں، کیوں کہ سارے بنی نوع انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں،اس لئے کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ ان کو بنیادی حقوق سے محروم رکھے۔تصور حقوق انسانی کے تعلق سے ایک اہم بات یہ ہے کہ اسلام تحصیل حقوق کے بجائے فرائض کی ادائیگی پر زور دیتا ہے،لوگوں کو ان کے فرائض یاد دلاتا ہے اور ان پر دوسروں کے جو حقوق ہیں انہیں دیانت داری سے ادا کرنے کی تاکید کرتا ہے۔اس تعلق سے محمد صلاح الدین رقم طراز ہیں: قرآن کریم نے بنی نوع انسان کو مختلف امتوں کو، انبیائے کرام، افراد کو، کفار اور مشرکین کو اور اہل ایمان کو جہاں جہاں خطاب کیا ہے انہیں ان کا فرض یاد دلایا ہے اور فرض کی ادائیگی پر ہی دنیا وآخرت میں سرخروئی اور سربلندی کا وعدہ کیا ہے۔پورا قرآن اپنی اولین آیت سے لے کر آخری آیت تک کہیں بھی مستحقین سے خطاب کر کے انہیں یہ مشورہ اور ترغیب نہیں دیتا کہ اٹھو متحد ہو جاؤ، جتھا بندی کرو، تنظیم سازی کرو اور بزور اپنا حق حاصل کرو۔حقوق کی ادائیگی سے متعلق جس آیت کو لیجئے اس میں صرف ادائیگی حقوق پر زور دیا گیا ہے، کہیں مطالبہ کی بات نہیں کی گئی، مثال کے طور پر اللہ اقرباء، مساکین ومسافروں کے حق کو یاد دلاتے ہوئے فرماتا ہے: فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (روم:۳۸)پس رشتہ دار کو حق دے اور مسکین ومسافر کا بھی حق ادا کر۔یہ ان لوگوں کے لئے باعث خیر ہے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اسی طرح صاحب مال ودولت اور اصحاب ثروت کو اس بات کی تاکید فرمائی کہ ان کے مال میں مانگنے والوں اور مال ودولت سے محروم لوگوں کا حق ہے:وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذاریات:۱۹)(اور ان کے مالوں میں حق تھا سائل اور محروم کے لئے)،کھیتی باڑی اور باغبانی کرنے والے لوگوں کو بھی اس بات کی تاکید ہے کہ جب فصل کٹ جائے یا پھل کھانے کے لائق ہو جائیں تو اس سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ دوسرے جو اس سے محروم ہیں انہیں بھی عطا کریں۔یہ ان کا حق ہے اور صاحب باغ کا فرض۔ارشاد ربانی ہے: كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (الانعام:۱۴۱)ان کے پھلوں سے فائدہ اٹھاؤ جب وہ پھلیں اور اس کی کٹائی کے وقت اس کا حق ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

قرآن مجید کے تصور حقوق انسانی کا ایک اہم امتیازی پہلو اس کی ہمہ گیری اور جامعیت بھی ہے۔ یہ انسانی زندگی کے کسی ایک حصہ یا ایک خاص عمر تک حقوق کو محدود نہیں رکھتا اور نہ کسی ہنگامی صورت حال میں ادائیگی حقوق کی تلقین کرتا ہے۔ بلکہ قرآن مجید حقوق انسانی کا جو تصور پیش کرتا ہے وہ رحم مادر سے لے کر انسان کو قبر میں ڈالے جانے تک پھیلا ہوا ہے۔امن کی حالت ہو یا جنگ کی، دوستی کا تعلق ہو یا دشمنی کا، انسان کی اجتماعی زندگی ہو یا سیاسی اور اقتصادی، ہر حال میں حقوق ادا کئے جائیں گے۔

اقوام متحدہ کے عطا کردہ بنیادی حقوق اور اسلامی حقوق کے درمیان فرق: انسانی حقوق سے متعلق اقوام متحدہ کی جانب سے اعلان کردہ تیس دفعات پر مشتمل عالمی منشور اور اسلامی بنیادی حقوق، دونوں کا جائزہ لینے کے بعد بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ پہلا بنیادی فرق قوت نافذہ کا ہے۔ اقوام متحدہ کے منشور کی حیثیت محض ایک خوشنما دستاویز کی ہے۔اس میں حقوق کی ایک فہرست بیان کردی گئی ہے،لیکن ان میں سے کوئی ایک حق بھی اپنے پیچھے قوت نافذہ نہیں رکھتا۔منشور میں کہیں یہ بات نہیں لکھی گئی ہے کہ اگر کوئی ملک کسی کا بنیادی حق سلب کرتا ہے تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے۔اس کی بازیابی کے لئے کس عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے اور نہ کسی ریاست پر کوئی قانونی پابندی عائد کی گئی ہے کہ وہ کسی کو بنیادی حقوق سے محروم نہ کرے۔ان دفعات میں جو معاشی اور سماجی حقوق بیان کئے گئے ہیں ان کی اصل حقیقت واضح کرتے ہوئے محمد صلاح الدین ڈاکٹر فائل کے حوالے سے لکھتے ہیں: ”یہ نام نہاد معاشی اور سماجی حقوق کوئی بین الاقوامی فرض عائد نہیں کرتے۔ یہ ایسے حقوق ہیں جن کا تعلق کچھ چیزیں دینے سے ہے مثلاً معقول آمدنی، اسکول اور سماجی خدمت وغیرہ لیکن کسی سے کہا گیا ہے کہ وہ یہ چیزیں مہیا کریں؟ یہ فرض آخر کس سے متعلق ہے۔اقوام متحدہ کے منشور انسانی حقوق کے مصنفین جب یہ کہتے ہیں کہ: ہر فرد کو سماجی تحفظ کا حق حاصل ہوگا تو کیا ان کا مطلب یہ ہے کہ ہر فرد کو ایک عالم گیر تحفظ کو کچھ عطیہ دینا چاہیے، جس سے ضرورت پڑنے پر وہ فائدہ اٹھا سکے گا۔اگر واقعی ان کی مراد یہی ہے تو ان عہد ناموں کے مسودے میں جن کا مقصد منشور کا نفاذ ہے،اس قسم کے نظام کی تشکیل کے لئے کوئی دفعہ کیوں نہیں ہے؟اور اگر ایسا نظام موجود نہیں رکھتا تو پھر کیسا فرض اور کہاں کا حق؟لوگوں پر ایسا فرض عائد کرنا جس کی ادائیگی کا امکان ہی نہ ہو سراسر حماقت ہے تاہم یہ اتنی ظالمانہ نہیں جتنی یہ حماقت کہ لوگوں کو ایسے حقوق عطا کردیے جائیں جن سے وہ کوئی استفادہ ہی نہ کرسکیں۔“

اس کے بالمقابل اسلام نے جو بنیادی حقوق عطا کیے ہیں وہ محض خوشنما اخلاقی اصولوں کا کوئی بے جان مجموعہ نہیں ہے۔اس کی پشت پر ایک مضبوط قوت نافذہ ہے جسے اصل روح کی حیثیت حاصل ہے۔ اگر کوئی فرد یا ملک کسی کو بنیادی حق سے محروم رکھنا چاہتا ہے یا رکھتا ہے تو اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ ظالم کو اس کے ظلم سے روکے اور مظلوم کا حق دلا کر اس کی دادرسی کرے۔

یہاں کسی کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ جو چاہے رضا کارانہ طور پر ان حقوق کو تسلیم کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ بلکہ سب کو ان حقوق کو تسلیم کرنا ہے اور نہ ماننے کی صورت میں یہ جبر منوایا جائے گا اور پامالی سے روکا جائے گا۔ دوسرا بنیادی فرق یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے دیے ہوئے بنیادی حقوق لچک دار ہیں۔یعنی جب اور جہاں کہیں انسانی عقل کو پتا چلتا ہے کہ فلاں حق انسان کا بنیادی حق ہے فوراً اپنے بنائے ہوئے حقوق کی فہرست میں اس حق کا اضافہ کردیا جاتا ہے،اس کے مقابلے میں اسلام کے بتائے ہوئے انسانی بنیادی حقوق دائمی اور غیر متبدل ہیں۔اس تعلق سے محمد صلاح الدین رقم طراز ہیں: اللہ کے دائمی اور غیر متبدل اقتدار اعلیٰ کی طرح اس کی طرف سے مقرر کردہ انسان کے بنیادی حقوق بھی دائمی اور غیر متبدل ہیں۔ان میں کسی کو تبدیلی یا تنسیخ کا حق نہیں ہے۔ یہ محفوظ اور متعین حقوق فرد اور ریاست کے درمیان ایک مستحکم رشتہ قائم کرتے ہیں اور باہمی نزاع وکشمکش کی بجائے ان دونوں کو ایک دوسرے کا معاون وسرپرست بنا دیتے ہیں۔“

خلاصہ: مذکورہ بالا بحث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے انسانوں کے بنیادی حقوق نہایت باریک بینی اور تفصیل سے بیان کردیے ہیں جن کے اہم امتیازات بھی ہیں۔ اگر آج انسانوں کو یہ بنیادی حقوق ملنے لگیں تو سماج اور معاشرہ امن وامان کا گہوارہ ہو جائے اور ہر شخص چین اور سکون کی زندگی بسر کرنے لگے۔

ماہِ صیام

خدائے پاک کی رحمت نصیب ہو جائے
مہِ صیام کی برکت نصیب ہو جائے

خدائے پاک کے مہماں ہیں روزے دار سبھی
ہمیں بھی ایسی ضیافت نصیب ہو جائے

سنیں نمازِ تراویح میں کلامِ خدا
کلامِ پاک کی عظمت نصیب ہو جائے

اٹھیں سحر میں تو سجدے میں گر کے روئے ہم
ذرا سا اشکِ ندامت نصیب ہو جائے

بنیں سہارا خدا کے غریب بندوں کا
سخاوتوں کی سعادت نصیب ہو جائے

ہمارے دل کو جو یادِ خدا میں غرق کرے
عبادتوں میں وہ لذت نصیب ہو جائے

مہِ صیام میں حیدرؔ سفر ہو طیبہ کا
اے کاش رب کی اجازت نصیب ہو جائے

✍️اشتیاق حیدر قاسمی مستی پوری
خادم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

Scanned with CamScanner

طب وصحت

روزہ اور صحت

محمد عنصر عثمان

رمضان المبارک میں روزے کی عبادت اللہ پاک کو بے حد پسند ہے۔روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک وعنبر سے بھی زیادہ محبوب ہے۔روزہ دار کے لیے اللہ کے ہاں انعامات واکرام کی کوئی حد نہیں۔روزہ دار اس عبادت سے بہت زیادہ ثواب حاصل کرتا ہے ۔ روزہ بہت بڑی عبادت ہے ۔ اس کا ثواب اور روحانی برکات سے ہر مسلمان واقف ہے۔روزہ رکھنے سے ہمارے جسم میں کئی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں جو پورا سال جان نہیں چھوڑتی ،ایک دن بھی دوا کے بغیر گزارنا مشکل ہوتا ہے۔ اور بہت سے مرض ایسے بھی ہمیں لاحق ہوتے ہیں جو کثیر المدت یا قلیل المدت اثرات چھوڑتے ہیں۔ جب رمضان المبارک آتا ہے اور ہم اس میں روزے رکھنا شروع کرتے ہیں تو ان بیماریوں میں 40 فیصد تک افاقہ ملتا ہے۔یہ صرف روزے کی برکت ہے۔ہم نے کئی ایک خطرناک مرض کا شکار مریضوں کو یہ مشورہ دیا کہ وہ پورے سال کی ترتیب بنائیں اور اس ترتیب پر ہر ماہ کچھ روزے رکھیں۔اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ سابقہ قضا روزے پورے ہوتے ہیں، دوسرا مریض کو روزہ رکھنے سے دوائیوں پر چلنے سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔اس چھوٹے سے عمل پر جس نے بھی دوام کے ساتھ روزے رکھے ہیں اس نے مرض پر قابو پایا ہے۔

بے وقت کے کھانے اور غذا میں لاپرواہی سے بھی ہم کئی ایک بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔اس لیے علماء کرام وطبی ماہرین کہتے ہیں کہ افطار وسحر میں سادہ خوراک لی جائے۔مرغن، چٹ پٹے اور تیز مسالا جات کا استعمال کم سے کم کیا جائے۔روزہ رکھنے سے ایک بہت بڑا طبی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری خوراک کم ہو جاتی ہے اور ہم زیادتی خوراک سے بچ کر اس سے پیدا ہونے والے امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔سائنس اس دور میں خوراک کی زیادتی کے نقصانات بتا رہی ہے لیکن اللہ پاک نے آج سے چودہ سو سال قبل قرآن پاک میں اس کی یوں تشریح فرمائی ہے:"وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ".(الاعراف: ۳۱) روزہ دار جب اپنی خوراک میں اعتدال برتتا ہے تو اس کی صحت پر دیرپا اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ سارا سال بیماریوں سے پریشان رہنے والے افراد رمضان المبارک میں مکمل صحت مند نظر آتے ہیں۔اس لیے کہ روزہ کی برکت سے خوراک میں کمی واقع ہوتی ہے جس سے مرض میں کمی ہو جاتی ہے۔

جو لوگ بسیار خوری کی لت میں مبتلا ہوتے ہیں ان کے رمضان المبارک میں روزہ رکھنے سے جسمانی ساخت میں بہتری کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔اللہ پاک کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہم مسلمانوں پر روزے فرض کیے ہیں۔تاکہ گیارہ ماہ میں جو ہم نے زیادہ کھانے کی عادت بنالی ہوتی ہے اور اس بسیار خوری سے ہمارے جسم میں جن بیماریوں نے جگہ بنالی ہوتی ہے روزہ رکھنے سے ان کا خاتمہ ہوتا ہے۔روزے کے طبی فوائد کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلیغ اشارہ فرمایا:"صوموا تصحوا "(مجمع الزوائد، کنز الاعمال) روزہ کے طبی فوائد کے ساتھ بے شمار روحانی اثرات بھی ہیں۔جو روزہ دار کو حاصل ہوتے ہیں۔روزہ دار صبر وشکر کرتا ہے، جس سے اس کی طبیعت میں ٹھہراؤ آتا ہے۔روزہ دار ذہنی انتشار، بدنی خلفشار سے بچا رہتا ہے۔روزہ کے ذریعے سے انسان کی نفسیاتی تربیت ہوتی ہے۔اور روزہ دار روحانی امراض سے محفوظ رہتا ہے۔روزہ دار کو رمضان المبارک میں سب سے قیمتی دولت جو ملتی ہے وہ ہر کام میں راہ اعتدال کا اختیار کرنا ہے۔روزہ رکھنے سے ہماری صحت کے ساتھ روحانی قوت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔آج دنیا اس بات کا اقرار کر رہی ہے کہ زیادتی خورد نوش سے صحت پر سخت قسم کے نقصانات مرتب ہوتے ہیں۔ روزہ دار رمضان اور روزہ کی برکت سے تمام مصائب وآلام سے چھٹکارا پالیتا ہے۔

حکیم محمد سعید شہیدؒ لکھتے ہیں کہ روزہ جسم میں پہلے سے موجود امراض کا علاج ہے۔روزہ دار بیماریوں سے نجات پاتا ہے اور بیماریوں کے ممکنہ لاحق خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔روزے کا ایک اور طبی فائدہ یہ ہے کہ قوت مدافعت میں بڑھوتری ہوتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"ہر شئی کی زکوۃ ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے"۔(المجمع الکبائر) جس طرح زکوۃ ادا کرنے سے مال پاک ہو جاتا ہے اسی طرح روزہ رکھنے سے جسم تمام بیماریوں سے پاک ہو جاتا ہے۔اس کے علاوہ روزہ دار کذب، حسد، غیبت اور بغض جیسی باطنی بیماریوں سے نجات حاصل کرتا ہے۔روزہ ہمیں صحت مند رکھتا ہے۔روحانی وجسمانی امراض کو دفع کرتا ہے۔ہم رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی وجہ سے ہی صحت حاصل کرتے ہیں اور طبیعت میں بشاشت اور فرحت محسوس کرتے ہیں۔روزہ رکھنے کی وجہ سے ہم روحانی وطبی امراض سے بچے رہتے ہیں۔روزہ جہاں اللہ پاک کی طرف سے بڑا ثواب ہے تو وہیں یہ صحت کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ہمیں اللہ پاک سے توفیق مانگنی چاہیے کہ ہم پورے سال روزہ رکھ کر صحت مند رہیں۔

سحر و افطار میں مرغن غذاؤں سے پرہیز کیا جائے ، ماہرین صحت

ماہ رمضان کے آغاز کے ساتھ ہی ماہرین صحت نے مشورہ دیا ہے کہ سحری اور افطار میں مرغن غذاؤں کے استعمال سے گریز کریں۔ماہِ صیام یوں تو برکتوں کا مہینہ ہے لیکن اس ماہ میں اگر کھانے پینے میں احتیاط نہ برتی جائے تو نہ صرف بیماریاں جنم لیتی ہیں بلکہ روزے رکھنا بھی محال ہو جاتا ہے۔شہری علاقوں میں پکوڑے، سموسے، کچوریاں، جلیبیاں اور دیگر ایسی تلی ہوئی چیزوں کے علاوہ مرغن غذائیں افطار کے وقت دسترخوان پر نظر آتی ہیں تاہم ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ ایسی اشیاء کا استعمال صحت کے لیے مضر ہو سکتا ہے۔ماہرین صحت نے مشورہ دیا ہے کہ وہ ماہ رمضان میں ہلکی غذاؤں کے استعمال کے ساتھ سحر وافطار میں پانی کے زیادہ استعمال پر توجہ دیں، رمضان میں پانی کم پینے کے باعث ڈی ہائیڈریشن کی شکایات سامنے آتی ہیں۔ڈاکٹر نے روزہ داروں کو پھل اور سبزیوں کے زیادہ استعمال کا مشورہ دیا ہے۔ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ رمضان کی فیض وبرکات حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ صحت کا بھی خیال رکھا جائے۔رمضان میں جن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے، وہ پکوڑے، سموسے، کچوریاں اور تلی ہوئی اشیاء، مرغن غذائیں جیسے بریانی، کڑاہی گوشت وغیرہ، کمرشل مشروبات استعمال نہ کریں یہ زیادہ پیاس لگاتے ہیں، بیکری کی بنی تمام چیزوں سے احتیاط کریں، بازاری کھانے بالکل نہ کھائیں، زیادہ مصالحے استعمال نہ کریں، گھی اور آئل کا استعمال کم سے کم کریں۔ماہرین کا کہنا ہے کہ رمضان المبارک میں ریشے دار غذائیں مثلاً چھلکے والی دالیں، سبزیاں، چنے استعمال کریں، جو دیرپا توانائی فراہم کرتیں ہیں، افطار میں سادہ پانی پیئیں، میٹھی اشیاء بالخصوص سافٹ ڈرنکس سے پرہیز کریں اور جتنا ہو سکے تلی ہوئی اشیاء سے گریز کریں، رمضان میں ہلکی ورزش سستی اور کاہلی کو دور بھگاتی ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

خواتین کے لیے کانگریس کے اہم وعدے،'ناری نیائے' گارنٹی کا اعلان

ملک کے تمام طبقات کے لیے نیائے (انصاف) کے اعلانات کے درمیان کانگریس نے خواتین کے لیے ''ناری نیائے گارنٹی'' کا اعلان کیا ہے۔کانگریس کے قومی صدر ملکارجن کھڑگے نے' کہا کہ''کانگریس پارٹی آج 'ناری نیائے' گارنٹی کا اعلان کرتی ہے، اس کے تحت کانگریس پارٹی ملک میں خواتین کے لیے ایک نیا ایجنڈا طے کرنے جا رہی ہے۔'' کانگریس کے قومی صدر نے مزید کہا ہے کہ خواتین کے ساتھ انصاف کی گارنٹی کے تحت کانگریس پارٹی 5 بڑے اور اہم اقدام کا اعلان کرتی ہے۔ یہ اقدام خواتین کے ساتھ انصاف کی گارنٹی ہوں گے۔مہالکشمی گارنٹی: اس کے تحت تمام غریب خاندانوں کی ہر خاتون کو سالانہ ایک لاکھ روپے کی امداد دی جائے گی۔آدھی آبادی-پورا حق: اس کے تحت مرکزی حکومت کی نئی تقرریوں میں آدھا حق خواتین کو ملے گا۔شکتی کا سمان (طاقت کا احترام): اس اسکیم کے تحت آنگن واڑی، آشا اور مڈ ڈے میل ورکرس کی ماہانہ تنخواہ میں مرکزی حکومت کا حصہ دگنا کیا جائے گا۔ ادھیکار میتری: اس کے تحت خواتین کو ان کے حقوق سے آگاہ کرنے اور ضروری مدد فراہم کرنے کے لیے ادھیکار میتری کی شکل میں ہر پنچایت میں ایک پیرالیگل یعنی قانونی معاون کا تقرر کیا جائے گا۔ساوتری بائی پھولے ہاسٹل: حکومت ہند ملک بھر کے تمام ضلعی ہیڈ کوارٹرز میں کم از کم ایک ورکنگ ویمن ہاسٹل بنائے گی اور ملک بھر میں ان ہاسٹل کی تعداد دگنی کر دی جائے گی۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ میں IAS کی مفت کوچنگ کیلئے درخواست 18 مارچ سے

جامعہ ملیہ اسلامیہ کی رہائشی کوچنگ اکیڈمی (RCA) نے UPSC سول سروس امتحان 2025 پریمس اور مینس کی مفت کوچنگ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔آن لائن درخواست کا عمل 18 مارچ سے شروع ہوگا۔یہ جانکاری امتیاز احمد کریمی نے سول سروس جیسے باوقار تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند نوجوانوں کے مفاد میں بتائی ہیں۔ جناب کریمی نے کہا کہ ویب سے خواہش مند امیدوار www.jmicoe.in سائٹ تفصیلی جانکاری حاصل کر سکتے ہیں۔ جناب کریمی نے کہا کہ اپنے بہترین ریزلٹ کے لئے مشہور جامعہ RCA کی مفت کوچنگ میں اقلیت، درج فہرست ذات درج فہرست قبائل اور خواتین امیدوار ہی داخلہ لے سکتے ہیں۔درخواست کی آخری تاریخ 19 مئی 2024 ہے۔ جامعہ رہائشی کوچنگ اکیڈمی (RCA) مفت کوچنگ میں داخلہ ایڈمیشن ٹسٹ کی بنیاد پر ہی ہوگا۔داخلہ امتحان 1 جون 2024 کو ہوگا۔فائنل نتائج کا اعلان 12 جولائی کو کیا جائے گا۔اس میں کل 100 امیدوار داخلہ لے سکیں گے۔ جناب کریمی نے کہا کہ جو امیدوار گریجویشن کر چکے ہیں وہ درخواست دے سکتے ہیں۔محنت اور لگن سے پڑھائی کر کے بڑی سے بڑی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ہماری دعائیں اور نیک خواہشات آپ طلبا وطالبات کے ساتھ ہیں۔

سی اے اے: رجسٹریشن کے لیے آن لائن موبائل ایپ لانچ کرنے کی تیاری

شہریت ترمیمی قانون 11 دسمبر 2019 کو پارلیمنٹ سے منظور ہوا تھا اور اس کے محض ایک دن بعد ہی صدر نے بھی اپنی منظوری دے دی تھی، اس کے لیے آن لائن پورٹل لانچ ہو چکا ہے۔شہریت ترمیمی قانون کے نفاذ کے بعد ملک بھر میں اس کے خلاف شدید احتجاج شروع ہو گیا ہے۔آسام میں 30 سے زائد سیاسی وسماجی تنظیمیں سڑکوں پر ہیں تو تمل ناڈو حکومت نے اسے اپنے یہاں نافذ نہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔اس درمیان مرکزی حکومت نے اس کے نفاذ کو مزید مستحکم کرتے ہوئے ویب پورٹل لانچ کر دیا ہے اور بہت جلد اس کے لیے موبائل ایپ بھی لانچ کرنے کی تیاری کی جا رہی ہے۔مرکزی وزارت داخلہ کے ذریعے سی اے اے کے نفاذ کے اعلان کے ساتھ ہی یہ ویب پورٹل جاری کر دیا گیا ہے جس پر غیر مسلم پناہ گزین ہندوستان کی شہریت حاصل کرنے کے لیے آن لائن درخواست دے سکیں گے۔جبکہ قومی میڈیا کی خبروں کے مطابق بہت جلد اس کے لیے ایک موبائیل ایپ بھی جاری کیا جائے گا

Volume:64/74,Issue:12 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA–801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر
(علامہ اقبال)

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ترقی واستحکام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں

اہل خیر مسلمانوں سے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی مخلصانہ اپیل

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ مسلمانوں کی ایک باوقار دینی وشرعی تنظیم ہے، جس کے ذریعہ ملت کی وحدت واجتماعیت، مسلم معاشرہ کی اصلاح، مذہبی وآئینی حقوق کی حفاظت، تعلیم کی اشاعت، دینی وملی شعائر کی بقا اور خدمت خلق جیسے امورانجام پارہے ہیں، خصوصاً ہندوستان میں مسلم پرسنل لا کے تحفظ، مساجد ومقابر کی حفاظت وصیانت اوراس جمہوری ملک میں مسلمانوں کو ایک بیدار ملت اور باوقار قوم کی حیثیت سے زندہ رکھنے، جیسے میدانوں میں جس جرأت وہمت کے ساتھ کامیاب رہنمائی کرتی رہتی ہے، وہ آپ کے سامنے ہے، امارت شرعیہ کے شعبوں میں ایک شعبہ بیت المال ہے، جو پورے نظام امارت کے لئے دل کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے ذریعہ تمام شعبوں کے اخراجات پورے ہوتے ہیں، اسی سے یتیموں، بیواؤں، معلمین، غریب طلبہ و نادارلڑکیوں کی شادی میں امداد اور دوسرے ضرورت مندوں کی حاجت روائی ہوتی ہے، فرقہ وارانہ فسادات، قدرتی حادثات، آفات، سیلاب وآتشزدگی کے موقع پر مصیبت زدہ لوگوں کی امداد بھی اسی سے کی جاتی ہے اور دین وملت کے مختلف کاموں میں بیت المال ہی سے رقمیں خرچ کی جاتی ہیں، اس کے علاوہ خدمت خلق کے لیے مولانا سجاد میموریل اسپتال قائم ہے، جس میں آؤٹ ڈور، میٹرنٹی ہوم، جانچ گھر، الٹراساؤنڈ اور اکسرے کی سہولت کے ساتھ ساتھ دانت، ناک، آنکھ، کان اور ہڈی کے شعبے الگ الگ قائم ہیں، ٹی بی کے مریضوں کا مکمل علاج مفت کیا جاتا ہے، مختلف مقامات پر آنکھوں کی جانچ اور دیگر امراض کے علاج کے لیے کیمپ لگائے جاتے ہیں، اس کے علاوہ کینسر اور دوسرے مہلک مرض سے متعلق لوگوں میں بیداری پیدا کرنا اس اسپتال کا خاص کام ہے۔ ہاسپٹل کے نظام کو وسعت دینے کی غرض سے اوپری حصہ کے چھت کی ڈھلائی کرائی گئی، بقیہ کاموں کو جلد مکمل کر کے نئے شعبہ جات قائم کرنے کا ارادہ ہے۔ پھلواری شریف کے علاوہ کریسنٹ ہیلتھ کیئر سنٹر برلا مندر روڈ پٹنہ، اور امارت ہیلتھ سنٹر راورکیلا میں قائم ہیں، جن سے ہزاروں غریب و بے سہارا مریضوں کو فائدہ پہونچ رہا ہے۔ اس کے علاوہ کئی مقامات پر پاسپٹل کے قیام کی منصوبہ بندی ہورہی ہے اور بعض جگہوں پر ہاسپٹل کی تعمیر کا کام چل رہا ہے۔ اس سال جاڑے کے موسم میں ہزاروں افراد کے درمیان گرم کپڑے اور کمبل تقسیم کیے گئے، جس سے لوگوں نے راحت محسوس کی۔ بہار کے کئی اضلاع کے متعدد مواضعات میں آتشزدگی سے عظیم تباہی ہوئی، متاثرہ مقامات پر راحت رسانی کا کام کیا گیا، ماب لنچنگ کے شکار کئی گھرانوں کی مالی مدد کی گئی، ہریانہ میوات کے فساد میں مصیبت زدگان اور اجڑے ہوئے خاندانوں کو باروزگار بنانے میں خصوصی تعاون دیا گیا، یکساں سول کوڈ جیسے اہم اور نازک معاملہ میں اس سال امارت شرعیہ مرکزی دفتر اور لاء کمیشن کو ملک کے شہریوں بالخصوص مسلمانوں کے ذریعہ اپنی رائے بھیجوانے میں قائدانہ کردار ادا کیا اور بعض مقدمہ کی پیروی کورٹ میں باضابطہ کی جارہی ہے، جس پر بڑی رقم بیت المال سے خرچ ہوتی ہے، پھلواری شریف کے علاوہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مختلف اضلاع میں قائم ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے ذریعہ ہر سال سیکڑوں نوجوانوں کو باروزگار بنایا جاتا ہے۔ دینی مکاتب قائم ہیں، جن کے اخراجات امارت شرعیہ پورا کرتی ہے، یہ مکاتب بنیادی دینی تعلیم کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے امارت شرعیہ نے سی بی ایس ای طرز کے اسکول امارت پبلک اسکول کے نام سے گذشتہ سالوں میں کئی مقامات پر شروع کرائے، جب کہ دو اسکول پہلے سے قائم تھے، ایک پلس ٹو (2+) رہائشی ہائی اسکول کا سنگ بنیاد بھی اِربا، رانچی میں رکھا گیا ہے، جس میں تعلیمی وتعمیری سرگرمیاں جاری ہیں، اس کے علاوہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ میں دینی مکاتب اور معیاری عصری اداروں کے قیام کی تحریک مسلسل چل رہی ہے، تعلیمی سال 24-2023 میں متعدد مقامات پر کئی نئے اسکول نے کام شروع کر دیا ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے حالیہ دنوں میں دارالقضاء کا نظام وسیع ہوا ہے اور کئی نئے دارالقضاء قائم ہوئے ہیں، المعہد العالی سے ہر سال علماء افتاء وقضاء کی تربیت پاتے ہیں، یہ پورے ملک کی سطح پر اپنی نوعیت کا مثالی ادارہ ہے، اس سے تربیت پانے والے علماء ملک کے مختلف مقامات پر اہم خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دارالعلوم الاسلامیہ قائم ہے، جس میں دورۂ حدیث (فضیلت) تک تعلیم دی جاتی ہے۔ مدارس اسلامیہ میں معیاری تعلیم، نصاب و نظام تعلیم اور امتحان میں یکسانیت لانے کے لیے وفاق المدارس الاسلامیہ قائم ہے، بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب کی تحریک بھی زوروں پر چل رہی ہے، اس سال بڑی تعداد میں خود کفیل مکاتب دینیہ امارت شرعیہ نے قائم کئے ہیں۔ قبل سے سو سے زائد مکاتب کا وظیفہ امارت شرعیہ سے جاری ہے، نیز مرکزی دفتر اور ذیلی دفاتر کی تعمیر وتوسیع کا کام بھی مسلسل جاری ہے۔ کئی نئے منصوبوں کا اس سال آغاز ہورہا ہے اور یہ سارے کام محض اللہ کی مدد اور اس کے نیک بندوں کے تعاون سے انجام پاتے ہیں، شعبۂ جات کی وسعت وترقی اور کاموں کے پھیلاؤ سے اخراجات کافی بڑھ گئے ہیں، اس وقت امارت شرعیہ کا سالانہ بجٹ دس کروڑ گیارہ لاکھ تیس ہزار (101130000,00) روپئے کا ہے، جب کہ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ، اسپتال، المعہد العالی، دارالعلوم الاسلامیہ، وفاق المدارس الاسلامیہ وغیرہ کا بجٹ اس کے علاوہ ہے، ضرورت ہے کہ رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں ہمدردان ونقباء امارت شرعیہ اور ملک میں پھیلے ہوئے اہل خیر حضرات اس ادارہ کی طرف بھرپور توجہ فرمائیں، گراں قدر مالی تعاون کے ذریعہ اس کی ترقی واستحکام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے عطیات، زکوٰۃ وصدقات اور فطرہ وعشر کی رقوم بیت المال امارت شرعیہ کے پتہ پر ارسال فرما کر اجر عظیم کے مستحق بنیں... والسلام

(احمد ولی فیصل رحمانی)

امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ

بینک ڈرافٹ یا چیک پر صرف "بیت المال امارت شرعیہ" لکھا جائے

A/c Name: BAITULMAL IMARAT SHARIAH A/C.NO:0324010100000318
IFSC Code:JAKA0SHARIF,Bank, Name:J&K Bank,Branch:Phulwarisharif Patna
Or
A/c Name: IMARAT SHARIAH,A/C.NO:918020107701035
IFSC Code:UTIB0003615, Bank Name:Axis Bank Branch:Phulwarisharif Patna

WEEK ENDING-18/03/2024, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421